UNIVERSAL
LIBRARY
OU_226097
UNIVERSAL
LIBRARY

اللّٰھمّ صلّ علیٰ محمّدٍ وّ عترتہٖ بعدد کلّ معلومٍ لّک

حُبِّ رسولؐ

یہ وہ تقریر ہی جو صاحبزادۂ عالی قدر والاشان حسن میان صاحب

دام مجدہٗ وبقائہٗ ابن زبدۃ العارفین شیخ الکاملین

حضرت مخدومی مولانا شاہ محمد سلیمان صاحب متع اللہ المسلمین

بفیوضہ نے لکھکر انجمن تعلیم اخلاق سیوارے مین پیش کی

جسپر حضار مجلس کی طرف سے شور مرحبا بلند ہوا

بفرمائش مولانائے موصوف

مطبع انوار محمدی لکھنؤ مین محمد تیغ بہادر کے اہتمام سے چھپی

۲۹۷۴۸ ۱۸ ۔ ۱۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَکْرَمَ الْاِنْسَانَ ؛ وَحَلَّاہُ بِحِلْیَۃِ النُّطْقِ وَالْبَیَانِ ؛ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَحَبِیْبِہٖ مُحَمَّدِ الَّذِیْ حُبُّہٗ عَلَمُ الْاِسْلَامِ وَمَوَدَّتُہٗ کَمَالُ الْاِیْمَانِ ؛ فِیْ کُلِّ زَمَانٍ وَّمَکَانٍ وَّحِیْنٍ وَّاٰنٍ ؛ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَہْلِ بَیْتِہٖ وَاَصْحَابِہٖ ذَوِی الْمَجْدِ وَالْاِکْرَامِ وَبُرْھَانِ التَّوْحِیْدِ وَالْاِیْقَانِ ؛

اَمَّا بعد ایک زمانہ وہ تھا کہ ہمارا قصبۂ پھلواری علم وفضل مین شہرۂ آفاق تھا ہماری یہ بستی معدن علماے کرام اور مخزن اولیاے عظام تھی دور دور سے لوگ آتے تھے اور دولت علم سے مالامال ہوکر واپس جاتے تھے۔ اسکی شہرۂ آفاقی نے اسکو مدینۃ العلم کا لقب بخشا تھا اسکے نفوس قدسیہ نے اسکو بستان نجات اور قصبۂ ناجیہ کے خطاب سے مشرف کیا تھا۔ یہانکے بزرگ ہر قسم کی قابلیت رکھتے تھے۔ علم وفضل مین یکتا۔ فقر ودرویشی مین فرد۔ سرکاری عہدون پر ممتاز کوئی قاضی کوئی مفتی کوئی صدر الصدور کوئی صدر امین وغیر ذلک غرض یہ بستی اپنی آپ نظیر تھی۔

مگر آہ زمانہ کی اولٹ پھیر نے کچھ عجب رنگ دکھایا باد مخالف کے تند جھوکون نے اس گلستان کو خراب برباد کر ڈالا۔ بستی کی حالت دگرگون ہوگئی ادبار کی گھٹا ایکدم سے اسپر امنڈ آئی۔ نہ تو وہ علم وفضل رہا نہ وہ فقر ودرویشی

نہ وہ سرکاری اعزاز و اکرام۔

ہمارے بعض نوجوان بھائیون نے جب اپنی یہ خراب حالت دیکھی غیرت دامنگیر ہوئی قوم کی صلاح و فلاح کے کوشان ہوئے ۱۳۳۱ھ ماہ شعبان مین ایک انجمن **تعلیم الاخلاق** نامے قائم ہوئی اِس انجمن کی بنیاد ڈالنے والے محض تن چند ہمارے نوجوان بھائی ہین۔ اسکو قائم ہوئے گیارھوان مہینہ ہی ہر مہینے اسکا ماہانہ جلسہ ہواکرتا ہی تقریرین اور تحریرین ہواکرتی ہین۔ اب اس انجمن کیطرف سے عنقریب ایک مدرسہ قائم ہونیوالا ہی وَمِنَ اللّٰہِ الْاِسْتِعَانَۃُ وَعَلَیْہِ التُّکْلَانُ۔

اس انجمن کا دسوان ماہانہ جلسہ ماہ ربیع الاول شریف مین تیرھوین شب اور ۱۴ اور ۱۵ شب کو بصدارت عالم اجل فاضل اکمل معظمی ومکرمی استاذی وعمی جناب حکیم حاجی مولوی شاہ علی نعمت صاحب مدظلہ العالی شان وشوکت کے ساتھ ہوا مجمع بھی اچھا تھا علماء اور اکثر رؤسا بھی شریک تھے عالمون مین ما ورسلے ممبران جناب مولانا موصوف اور ہمارے حضرت قبلہ فخر العلماء والمشائخین سلطان الواعظین جناب مولنا مولوی حکیم حاجی شاہ محمد سلیمان صاحب قبلہ دامت برکاتہ ولازالت فیوضاتہٗ علینا اور اخی مکرم جناب مولانا مولوی صوفی وصی الدین صاحب لکھنوی اور مکرمی جناب مولوی عبدالہادی صاحب لکھنوی اور جناب مولوی عبدالحی صاحب پروفیسر کالجٹ اسکول پٹنہ اور جناب مولوی شاہ اقبال علی صاحب بحر بہاری یہ حضرات تشریف فرما تھے۔

موضوع لہ اس جلسہ کا حُبِّ رسول تھا خوب خوب تحریرین پڑھی گئین۔ اس فقیر نے بھی اسی مضمون پر ایک تحریر پڑھی لوگ محظوظ ہوئے اور اسکے چھپوانے کی رائے دی گئی لہذا مین اسے افادہ خلق کے لیے طبع کراتا ہون اللہ تعالی قبول فرمائے آمین۔

ایکی از خادمان انجمن کمترین زمن خاکسار محمد حسن غفرلہ ذوالمنن۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب صدر انجمن صاحب ودیگر حضرات! آجکا مضمون (جسپر ہملوگ تقریر کرتے ہین) حب رسول ہی تو پہلے مجھے حب کے معنی پھر رسول کے معنی پھر ان دونون لفظون کے اکٹھا کرنے سے جو معنی پیدا ہوتے ہین (سمجھونگا) بیان

کرنا چاہیے تو سنیے!

حُب یعنی محبت اور عشق یہ وہ چیزین ہین کہ جنکی پوری حقیقت و ماہیت سے کوئی واقفیت نہین رکھتا بڑے بڑے لوگون کی عقلین انکے حقائق و معانی مین دنگ ہین چنانچہ مولانا عراقی رحمۃ اللہ علیہ اِس مقام پر گھبرا کر یون بول اُٹھے

تَعَالَی الْعِشْقُ عَنْ فَهْمِ الرِّجَالِ		وَعَنْ وَصْفِ التَّمَكُّنِ وَاتِّصَالِ	

اور بعضے یون کہو اُٹھے ؎ احمد نالہ پریم کا وا کی اولٹی دھار ٭ جو نکلا سو ڈوب گیا اور جو ڈوبا سو پار ٭ یہ وہ دریای ناپیدا کنار ہی کہ اسکے بحر معانی مین (گوہر حقیقت کے لیے) جو غوطہ زن ہوا وہ اُسمین ایسا غرق ہو جاتا ہی کہ دنیا و مافیہا کی اُسے کچھ خبر ہی نہین رہتی اور عقل و خرد فہم و ادراک سب اُوسے خیر باد کہکر رخصت ہو جاتے ہین اور اوسے تنہا چھوڑ کر چلتے پھرتے نظر آتے ہین اب وہ اسکے حقائق و معانی کو بیان کرے تو کیونکر اور کسطرح؟ -

اور جیسا کہ حضرتِ وجود کی پوری حقیقت کوئی بھی بیان نہین کر سکتا ویسا ہی حضرتِ عشق کی پوری حقیقت بھی کوئی نہین بتا سکتا۔ اسی لیے بعضون نے عاجز ہو کر یا کچھ بوجھ سمجھ کر یون کہا کہ "اَلْعِشْقُ هُوَ اللّٰهُ"

اور جیسا کہ خود حضرت عشق مولانا عراقی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان پر بولتے ہین ؎ عشقم کہ در دو کون مکانم پدید نیست ٭ عنقاے مغربم کہ نشانم پدید نیست ٭ گویم بہر زبان و بہر گوش بشنوم ٭ وین طرفہ ترکہ گوش و زبانم پدید نیست ٭ ز ابروی غمزہ ہر دو جہان صید کردہ ام ٭ منگر بدین کہ تیر و کمانم پدید نیست ٭ چون آفتاب بر رخ ہر ذرہ ظاہرم ٭ واز غایت ظہور عیانم پدید نیست ٭ -

غرض کسی کے ناخن عقل سے یہ عقدہ نہ کھل سکا۔ مگر جیسا کہ (تعبیر کرنے کے لیے مختصراً) لوگون نے محبت و عشق کی تعریف کی ہی اُسے عرض کیے دیتا ہون وہ (یہ کہ دل کا کسی کی طرف مایل ہونا اِسی کا نام محبت ہی اور یہی محبت جب درجہ کمال کو پہونچ گئی تو وہ عشق ہی -)

وجہ محبت

اب یہ معلوم کرنا چاہیے کہ محبت کیون پیدا ہو جاتی ہی - لوگون نے اِسکی دو وجہین بیان کی ہین -

ایک حسن و خوبی عام اس سے کہ ظاہری ہو یا باطنی -

دوسرے احسان یعنی کسی کے احسانات وکرم نے اوسکو اپنی طرف مائل کرلیا ہو - اور یہ دونون باتین بالاتم حضرت حق جلّ جلالہٗ وعمّ نوالہٗ مین پائی جاتی ہین - اوسکے حُسن ابدی اور جمال لم یزلی کے مقابل مین کسکا حسن ہوسکتا ہی اِنَّ اللّٰہَ جَمِیْلٌ وَّیُحِبُّ الْجَمَالَ مشہور ہی ؎ آن کان حُسن بود نبود از جہان نشان * چون نیک بنگری بود ار وز ہمچنان * لیلی اور شیرین کا حسن اوسی آفتاب جمال کے حسن کا ایک ذرہ تھا حضرت یوسف اور ہمارے سرور کائنات علیہما التحیۃ والصلوۃ کا جمال اوسی کے حسن کا عکس تھا ؎ یک آفتاب کرد زچندین افق طلوع * یک سر زصد ہزار گریبان برآمدہ * -

اور احسان بھی اوسکے احسان کے مقابل مین کسیکا نہین ہوسکتا خلعت وجود اوسنے پہنایا بولنے کو زبان عطا کی دیکھنے کو آنکھین سننے کو کان غرض کیا کچھ نہ دیا جو دیا اوسی نے دیا -

اسی لیے محبوب حقیقی بجز اوس ذات بابرکات کے کوئی دوسرا نہین ہوسکتا - حضرات محب یہ چاہتا ہے کہ محبوب مین ہر قسم کا کمال ہو اور کوئی نقصان نہو اور کسیطرح کا اوسمین زوال نہ آنے پائے بلکہ وہ حی قیوم رہے اور یہ باتین بجز حضرت احدیت کے کسی دوسرے مین نہین پائی جاتین کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ تو محبوب حقیقی وہی (دلربائے عالم) ہوا -

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم مین اس مسئلہ کو نہایت ہی مدلل اور مبرہن کیا ہے اور ہمارے اعلحضرت حضرت نصر قدس سرہ اپنی کتاب اسوۂ حسنہ مین ایک جگہہ فرماتے ہین حق تعالی کہ عین مطلوب ومرغوب ومحبوب ومقصود عاشقان ست ومشغوف ومالوہ عارفان واین سر نہشا از برائے وے ست کہ او معبود ست بہر گلے کہ عندلیب آسا سرایم مقصود ہمان ست وبہر شمعیکہ پروانہ وار جانبازم ودل سوزم معشوق ہمان ست ہمہ وسیلہ ومطلوب ہمانست ومقصود پیغامبران وصدیقان وشہدا وصالحان ہمان ست وا رسانیدن ہمان موجود حقیقی مراد ایشان ست نہ با خود مشتغل کردن " انتہی - اور مولانا مثنوی شریف مین فرماتے ہین ؎ عشق بر مردہ نباشد پایدار * عشق را بر حی وبر قیوم دار * عشق آن زندہ گزین کو باقی ست * واز شراب جانفزایت ساقی ست * عشق زندہ در روان ودر بصر * ہر دمے باشد زغنچہ تازہ تر * ہرچہ جز عشق خدائے احسن ست * گر شکر خوردن بود جان کندن ست * عاشق صنع خدا با فر بود *

عاشق مصنوع اوکافر بود +۔

رسول کی تعریف

رسول کی تعریف

اور رسول کسے کہتے ہین تو اسے بھی سن لیجیے! اللہ تعالی جل جلالہ وعم نوالہ کا فیض ہملوگ کیونکر پا سکتے تھے وہ نور مطلق اور ہم جسم خاکی بھلا اوس محبوب حقیقی کے فیض سے ہم عشاق کیونکر مستفیض ہو سکتے تھے تو اوس ارحم الراحمین نے اپنے اور ہمارے درمیان مین ایک واسطہ قرار دیا تاکہ اوسکے ذریعہ سے ہم اوسکے چشمہ فیض سے سیراب ہو سکین اسی واسطہ کا نام رسول اور نبی ہی رسول کا ایک رخ تو خدای عزوجل کی طرف ہوتا ہی اور دوسرا رخ ہماری جانب وہ رسول خدا سے فیض لیتا ہی اور ہم تک پہونچاتا ہے۔ اسی لیے اعلحضرت فرماتے ہین ؎ میان حق وخلق ذات محمد + چو در لفظ اللہ حرف مشدد + شہیدی ادھر سے واصل ادھر مخلوق سے شامل + خواص اوس برزخ کبری مین ہی حرف مشدد کا +۔

حاضرین! آپ لوگونکو حب اور رسول دونو لفظونکے معنی معلوم ہوگئے اب ان دونون لفظون کے اکٹھا کرنے اور ملانے سے جو معنی پیدا ہوتے ہین اوسے بھی آپ سمجھ ہی گئے ہونگے یعنی اوس واسطہ کی جو ہمارے اور خداوند کے درمیان مین ہی محبت کرنا تو پہلے یہ سمجھنا چاہیے کہ رسول کی محبت کیون کیجاتی ہی! اسکی وجہ یہ ہی کہ پروردگار کی محبت بلا واسطہ ہملوگ کیونکر کرتے کیونکہ جنس کی جنس ہی سے محبت خوب ہوتی ہی اور اللہ تعالے (معاذ اللہ) ہماری جنس سے نہین تو پھر اوس سے محبت کرنیکی کون صورت تھی تو خداوند عالم نے ہماری ہی جنس سے انبیا و مرسلین علیہم السلام کو بنایا اور اونسے محبت کرنیکے لیے ہمین ارشاد فرمایا کیونکہ اونکی محبت عین اوس محبوب حقیقی کی محبت ہی اور وہ لوگ اللہ تعالی تک ہمین پہونچا دینے والے ہین اور اوس سے ملا دینے والے ہین اسی لیے رسول کی محبت کیجاتی ہی۔

اور ہمارے رسول جنکی ہم امت ہین وہ سید المرسلین خاتم النبیین افضل الانبیا امام الاولیا سلطان دارین شہنشاہ کونین احمد مجتبی محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وعلی آلہ الاخیار الاتقیا واصحابہ البررۃ الاصفیا ہین اسلیے ہمین اونسے عشق ومحبت کرنا چاہیے۔

حضرات! ہمارے حضور اوس حسن مطلق کے مظہر اتم تھے اور اوس وحدہ لاشریک یکتا و بے ہمتا کے جمال لم یزلی کی تجلی پوری پوری آپ پر تھی اسی لیے آپکا حسن و جمال حضرت یوسف علیہ السلام سے بھی (ہزار درجہ) بڑھکر تھا جیسا کہ اعلیحضرت فرماتے ہین ؎ شوریکہ در صباحت یوسف فتادہ بود + گردی بدمی ز لعل نمکدان مصطفا + اور حضرت فرد قدس سرہ وطیب رمسہ کیا خوب فرماتے ہین ؎ آن گل رعنا کہ زگیسوے آن +

مشک فشانست ہوای جہان	سرو غلام قد رعنای اوست	گلبن اعجاز سراپای اوست
خلق ہمہ بلبل بستان او	بلکہ خدا نیز ثنا خوان او	حسن سرانداختہ بر پای او
عشق غلام قد زیبای او	یثرب و بطحی ز رخش شہر نور	در دو جہان بر زدہ از حسن شور
شور ملاحت چو بعالم فگند	رشک نمک می برد امروز قند	گشت جہان جملہ ملاحت پسند
کرد نہان تنگ شکر خود بہ بند		

پھر فرماتے ہین کہ ارے تمنے جنکی اتنی تعریفین سُنین وہ کون ہین! تو فرماتے ہین ؎

قبلۂ دین من و ایمان من	نیر تابان عرب ماہ من	مہر درخشان عجم شاہ من
پیر طریق من و اُمّی لقب	عارض او مصحف و قرآن من	شیخ من و سید عالی نسب
	افصح و شیرین سخن خوش بیان	معجزہ عیسے ز کلامش عیان

حضرات وہ فقط شیرین سخن ہی نہ تھے بلکہ اونکی ہر ادا شیرین تھی اور اونکا نام پاک بھی شیرین ہی کہ جب اونکا نام نامی و اسم گرامی لیجیے تو دو بار لب سے لب چپک جاتے ہین ؎ بس این دلیل حلاوت باسم پاک رسول + کہ لب بلفظ محمد دو بار می چسپد + ۔

سبحان اللہ اس مخزن حلاوت کا کیا کہنا ہی ؎ ای سراپای وجود تو خوش و نام تو خوش + وقت تو خوش شب خوش و صبح خوش شام تو خوش + جام بلورین می رنگین حنائی دست تو + ساقیا دست تو خوش صہبا خوش و جام تو خوش + ۔

صاحبو ایسے حسین و جمیل کو اگر ہم نہ چاہین اور اوس سے محبت نکرین تو پھر کس سے محبت کرینگے ۔ اور اعلیحضرات جیسا کہ پروردگار عالم کے حسن و جمال کی تجلی آپ پر پوری پوری تھی ویسا ہی اوسکے احسان و کرم کا پرتو بھی آپ پر پوری طرح سے تھا محسن اور مربی دو طرح کے ہوتے ہین ایک تو جسم کے دوسرے روح کے

سے جسم کے مربی اور محسن تو ماں باپ ہوتے ہین اور روح کے مربی محسن انبیا علیہم السلام ہوتے ہین تو ہمارے روحی محسن و مربی کون ہین! آنحضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم! صاحبو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کیا کیا کچھ ہم غلامون پر نہین ہین۔ آگ کے گڑھے سے کھینچکر ہمین جنت کی فصیل پر کون لایا! وہی رسول اللہ صلعم کفر و شرک ہمارے دلونسے دور کرکے حضرت حق کی وحدانیت کا سبق کسنے پڑھایا اوسی جناب نے شراب انگوری کی جگہو شراب محبت پلاکر ہمین کسنے متوالا کردیا اوسی محبوب خدا نے۔ بیرحمی جور و جفا ظلم وستم کی جگہ عدل و انصاف رحم و کرم کسنے سکھایا اوسی رحمۃ للعالمین نے۔ صاحبو ایسے محسن اور ایسے مہربان کو محبوب نہ رکھین اور اوس سے الفت نکرین تو ہم کیا کہلائینگے! نمک حرام اور احسان فراموش کہلائینگے۔

آنحضرتؐ سے کس حد تک محبت کرنا چاہیئے

اب یہ جاننا چاہیے کہ اوس محبوب خدا سے ہملوگون کو کسقدر محبت کرنا چاہیے تو سنیئے ابھی مین عرض کرچکا ہون کہ (جسطرح ہمارے جسم کے مربی اور محسن والدین ہین اوسی طرح روح کے مربی اور محسن حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور ظاہر ہی کہ روح یعنی جان سب سے زیادہ عزیز ہوتی ہی تو ایسا ہی روح کے مربی کو بھی سب سے زیادہ محبوب رکھنا چاہیے جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ آپنے فرمایا لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔ یعنی لوگو تم مین سے کوئی بھی مؤمن کامل نہین ہوسکتا جب تک کہ مجھے اپنے ماں باپ اور بال بچون اور سب لوگون سے زیادہ محبوب نہ رکھے اور ان سبھون سے زیادہ عزیز نہ سمجھ لے۔ بلکہ اوس جناب کو اپنی جان سے بھی زیادہ پیارا اور محبوب رکھنا چاہیے کیونکہ آپ جان بلکہ جان جان تھے جیسا کہ حضرت خود فرماتے ہین ؎ ماہمہ جسمیم بیا جان تو باش + ماہمہ دیویم سلیمان تو باش + اور مولانا جامیؒ فرماتے ہین ؎ تو جان پاکے سر بسر نی آب و خاک ای نازنین + واللہ ز جان ہم پاک تر روحی فداک ای نازنین + اور جناب مولنا فرماتے ہین ؎ سید و سرور محمدؐ نور جان + مہتر و بہتر شفیع مجرمان +

غور کرنا چاہیے کہ جب آپ جان کے بھی نور ٹھہرے اور جان سب سے زیادہ پیاری ہوتی ہی تو جان کے نور کو کسقدر عزیز اور پیارا ہونا چاہیے۔ اب یہان پر شبہہ ہوتا تھا کہ جب آپ جان جان اور نور جان ٹھہرے تو بڑے اعلی مرتبہ

مین ہوے اور ہم غلام پست ترین مراج مین ہین پس آپ کو ہم غلامون سے تعلق ہی کیا ہوگا تو مولانا فرماتے ہین کہ نہین باوجود اس رفعت شان کے وہ شفیع مجرمان بھی ہین اور کل قیامت کے دن ہم گنہگارون کو اوسی جناب کی شفاعت کا آسرا ہی جیسا کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین جسکا ترجمہ مولنا نے مثنوی شریف مین کیا ہی ؎ گفت پیغمبر کہ روز رستخیز + کی گذارم مجرمان را اشکریز + من شفیع مجرمان باشم بجان + وارہانم شان ز اشکنج گران + ای صل علی کیا ہی شان ہی آپکی!

اور ایسا جو (جان جیسے جسم سے قریب ہوتی ہی اور جان کو جسم کا تعلق ہوتا ہی اوسی طرح اس محبوب العالمین کو ہم غلامان و محبین سے قربت اور تعلق ہی النَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ کے یہی معنی ہین -)

حضرات! اللہ تعالی اپنے کلام پاک مین فرماتا ہی قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ وَاَبْنَآؤُکُمْ وَاِخْوَانُکُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ وَعَشِیْرَتُکُمْ وَاَمْوَالُ اِقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ کَسَادَهَا وَمَسٰکِنُ تَرْضَوْنَهَا اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ یعنی (اے میرے پیارے رسول ا مسلمانون سے) کہدیجیے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیبیان اور تمہارے کنبے دار اور مال جو تمنے کمائے ہین اور سوداگری جسکے ماند پڑجانیکا تمکو اندیشہ ہی اور مکان جن (مین رہنے) کو تمہارا جی چاہتا ہی (اگر یہ چیزین) تمکو اللہ اور اوسکے رسول اور اللہ کی راہ مین جہاد کرنے سے زیادہ عزیز اور محبوب ہین تو (زرا) صبر کرو یہان تک کہ اللہ اپنا حکم لائے یعنی کوئی عذاب نازل کرے اس آیہ شریفہ کی بھی (عبارت اور اشارۃ النص سے) یہ بات ثابت ہوتی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو باپ دادا بیٹے بھائی بیبیان اور تمام عزا و اقارب اور مال و اسباب سب سے زیادہ پیارا رکھنا چاہیے - الغرض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جان و مال سب سے بڑھکر محبوب رکھنا چاہیے اور اونہین کے بادۂ محبت کا متوالا اونہین کے زلف مشکبو کا مست و دیوانہ ہوجانا چاہیے یہان تک کہ مستی مین یون بول اوٹھا کرے (فرد) ؎ دیوانہ ام از زلف سمن بوی محمد + سودا زدہ دام از سر گیسوی محمد + او (یہان تک ذوقی حی الفت سے سرشار ہوجانا چاہیے کہ بے اختیار یون کہنے لگے (جیساکہ ہمارے حضرت دامت برکاتہ علینا اس مقام پر فرماتے ہین (عاذق) ؎ بسرم نیست جز خیال رسول + برزبانم نیست جز مقال رسول + گر بگویم ز مصطفے گویم + ہرچہ جویم ز مصطفے جویم + دین روی او حیا عمن ہست + غفلت

از دیار محبت‌ها مست ست + ما تشنگان کوے او ستیم + ہر زمان روبروے او ستیم + ما چو جسمیم و جان ما احمد + روح من ہم روان ما احمد + آنکھون مین ہر وقت اونہین کے جمال باکمال کی سیر رہے اور دماغ اونہین کے گیسوے معنبر کی خوشبو سے معطر رہے اور نادر کرکے یون بولے ؎ لی حبیب عربی مدنی قرشی + کہ بود درد و غمش مایۂ شادی و خوشی + گرچہ صد مرحلہ دور ست ز پیش نظرم + وجہہ فی نظری کل غداة و عشی + اور دل مین ہر وقت اونہین کی یاد اور اونہین کا خیال رہے جیسا کہ اعلیحضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین ؎ ای نصر ہر کسے خیال پری وشی + مان روز و شب بفکر و خیال محمدیم + یا یون کہیے ؎ دل ما با دل احمد تعلق ہر زمان دارد + ظہور رشتۂ نور فیوض جاودان دارد + ۔

اور جیسا کہ عاشق اپنے معشوق سے کبھی غافل نہین رہتا اوسی طرح ہم لوگون کو بھی اپنے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے کسی وقت غافل نہ رہنا چاہیے اور رات دن دونون کو اونہین کی یاد مین بسر کرنا چاہیے ؎ روزم بیاد روی محمد بسر شود + شب در خیال موی محمد بسر شود +

نتیجۂ محبت

اب یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ آخر اِس محبت کا نتیجہ اور اس الفت کا فائدہ کیا ہی تو الحضرات نتیجہ اسکا یہ ہی کہ محبوب کی معیت نصیب ہوتی ہی جیسا کہ حدیث شریف مین مروی ہی کہ ایک شخص حضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوئے اور عرض کیا مَتَی السَّاعَةُ یا رسول اللہ قیامت کب ہی! آپنے فرمایا کہ قیامت کے لیے کون کون سے اعمال تمنے مہیا کر رکھے ہین اونہون نے گذارش کی کہ حضور! قیامت کے لیے نہ تو مین نے بکثرت نمازین پڑھی ہین اور نہ بہت روزے رکھے ہین اور نہ اسقدر صدقات کیے ہین مگر (ہان) اللہ اور اللہ کے رسول کو دوست رکھتا ہون" حضرت نے فرمایا" اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ (یعنی) تم جسے دوست رکھتے ہو (کل قیامت کے دن) اوسی کے ساتھ ہوگے اور فرمایا آپنے مَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّةِ. جو مجھے دوست رکھتا ہے وہ جنت مین میرے ساتھ ہوگا۔ اور ایک صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین حضور کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ اپنا دست مبارک لائیے کہ مین بیعت کر دن

آپنے دست مبارک بڑھادیا مین نے بیعت کی اور عرض کیا اِنِّی اُحِبُّکَ یارسول اللہ مین آپکو محبوب رکھتاہون حضرت نے فرمایا اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ ۔ جو جسکو دوست اور محبوب رکھتا ہی وہ اوسی کے ساتھ ہوتا ہی ۔ ایحضرات اب سمجھ لینا چاہیے کہ نتیجہ محبت کیا ہی یہی نتیجہ ہی کہ جو لوگ سرور عالم صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے الفت ومحبت رکھتے ہین وہ بمقتضاے اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ کل قیامت کے دن آپ کے سایۂ رحمت مین ہونگے تمام لوگ تو پیاسے اِدھر اودھر مارے پھرینگے مگر محبین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم آپ کے ساتھ حوض کوثر پر ہونگے اور حضور اپنے دست مبارک سے اونکو جام کوثر پلائینگے ؎ ایک نبی کے ہاتھ سے ایک علی کے ہاتھ سے ۔ کوثر وسلسبیل کے ہمکو ملینگے جام دو ۔ اور وہ کیا بہتیرے جام نصیب ہونگے ۔

اور اعلیٰ درجہ نتیجۂ محبت یہ ہی کہ محب محبوب مین فنا ہو جائے اپنا اسم ورسم ذات وصفات سب گم جو کچھ ہی محبوب ہی کا وجود ہی ؎ آنچنان چون فرد گم گردیدہ ام در ذات تو ۔ خلق گر پرسند از نامم عیان سازم ترا ۔ بعضے اصحاب کرام کی یہی شان تھی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مین ایسا مستغرق ہو جاتے تھے اور فنا فی الرسول مین وہ اعلیٰ درجہ اونکو نصیب ہو جاتا تھا کہ باہر کے آنے والے حیرت مین ہوتے تھے کہ یہ رسول ہین یا یہ رسول ہین جیسا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا قصہ حدیث صحیح مین وارد ہی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے ساتھ غار حرا سے نکلکر اور ہجرت نبوی مین تمام مشقتین اور بلائین جھیل کر قبا شریف مین پہونچے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور وہ ایک درخت کے نیچے جلوہ افروز تھے انصار جو غائبانہ ایمان لائے تھے وہ جوق جوق تمناے دیدار حاضر ہوتے کوئی اونمین حضرت ابوبکر رضی کو کہتا کہ یہ رسول ہین اور کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتا کہ یہ رسول ہین درحقیقت یہ مقام فنا فی الرسول کا تھا اور نتیجہ اور ثمرہ اوس محبت مصطفوی کا تھا مگر چونکہ اس مقام مین تمکن و قرار کو دوام نہین کبھی کبھی ایسا غلبہ ہوتا ہی اور محب اوسکی لذت لیتا ہی اسی لیے جب حضرت ابوبکر صدیق کو اوس مستی سے افاقہ ہوا اور لوگونکی اس اشارے کو تمیز کیا تو اوٹھ کھڑے ہوے اور اپنے عبا کے دامن سے حضرت کے سر پر دھوپ کا بچاؤ کرنے لگے اور اس خدمت گزاری کے ساتھ گویا اپنی غلامی کا اظہار کرتے تھے کہ یہ خواجہ ہین مین غلام ہین

خود آفتاب نہین بلکہ اوسکی شعاع ہون مین خود دریا نہین بلکہ اوسکا ایک قطرہ ہون یہ مستقل مین ظل یہ اصل مین فرع یہ بحر زخار مین حباب وارہ شاہ ہین انکا گدائی یہ محبوب مین انکا فدائی یہ مولیٰ ہین انکا رفیق یہ محمد ہین صدیق صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرات یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہی کہ حضور اللہ تعالیٰ کے محبوب ہین تو جو کوئی محبوب مین فانی ہو گا وہ بھی خدا کا محبوب ہو گا۔

اور منجملہ نتائج محبت یہ امر ہی کہ محب کو حجاب باقی نہ رہے اور ہردم محبوب کو آنکھون کے سامنے پائے اور اس سے لذت دیدار حاصل کرے جیسا کہ صحابہ کرام کی حالت تھی کہ بعد وفات آنحضرتؐ کے جب آپ کا ذکر کرتے تو فرماتے کَاَنِّی اَنْظُرُ اِلٰی وَجْہِ رَسُوْلِ اللّٰہِ گویا مین حضور کو دیکھ رہا ہون۔

حضرات عاشقان جلوۂ احمدی اور شیفتگان روی محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھون سے (غلبۂ محبت مین) حجاب اوٹھ جاتا ہی اور حضور سے ہردم اونکو (لقاے معنوی) حاصل ہوتی ہی جیسا کہ حضرت مرسی خلیفہ حضرت ابو الحسن شاذلی نے فرمایا کہ تیس برس گذرے کہ ایک آن بھی مین آنحضرتؐ کے سامنے سے جدا نہین ہون اور اگر ایک چشم زدن بھی حضرت سے جدائی ہو جاے تو مین اپنے کو مومن نہ سمجھون۔

اور بعضو نکا جو حجاب اوٹھ گیا اور حضوری ہونے لگی تو فخریہ بولے ؎ ما تاجدار ملک وصال محمدیم + ما صاحب یمین و شمال محمدیم + ما بندۂ حضوری سلطان احمدیم + ما خادم درش چو بلال محمدیم +

عَلاماتِ محبّت

اب یہ معلوم کرنا چاہیے کہ علامات و آثار محبت کیا ہین تو محبت کی بہتیری علامتین ہین۔

از انجملہ اتباع و اطاعت ہی یعنی جن جن امور کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہی اونکو جان و دل سے بجالانا اور جن باتون سے آپ نے منع فرمایا ہی اوس سے باز رہنا جیسا اللہ تعالے نے اون یہودیون کے حق مین جو اپنے اپ کو خدا کا محب اور اوسکا دوست کہتے تھے اور آنحضرتؐ کی اطاعت نکرتے تھے فرمایا قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ (یعنی)

اسنے میرے پیارے رسول یہودیون سے کہدیجیے کہ اگر تملوگ اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرا (یعنے
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا) اتباع کرو اللہ تمکو دوست رکھیگا۔ تو دیکھیے جو لوگ محبت کا دعویٰ کرتے تھے
اونہیں **اطاعت** و پیروی کا حکم ہوا اور کیون نہو یہ تو ہر کوئی جانتا ہو کہ محب محبوب کا مطیع و فرمانبردار
رہتا ہی مصرع مشہور ہی ع مطیع یار ہونا دل سے الفت کی نشانی ہی اور جیسا کہ ایک بزرگ فرماتے ہین ؎

تَعْصِي الْإِلٰهَ وَاَنْتَ تُظْهِرُ حُبَّهٗ	هٰذَا لَعَمْرِیْ فِی الْقِیَاسِ بَدِیْعٌ
لَوْ کَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَاَطَعْتَهٗ	اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ یُّحِبُّ مُطِیْعٌ

اور حضور فرماتے ہین مَنْ اَحْیٰی سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ جسنے میرے طریقہ روشس کو زندہ کیا اوسنے مجھے
دوست بنایا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی یہ حالت تھی کہ آپ کی ہر ہر باتون کو اخذ کرتے آپ کے عادات
واطوار رفتار و گفتار کو اختیار کرتے۔

چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمر کی حکایت ہی کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم مدینہ طیبہ سے سفر
کرنے مین جہان استراحت فرماتے اور جس مقام پر بیٹھ جاتے اور جس جگہ جو کچھ کرتے ویسا ہی عبد اللہ
ابن عمر رضی اللہ عنہ بھی جب اودھر سے گذر فرماتے تو کرتے یعنی کہ جس مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ
وسلم نے استنجا فرمایا تھا اوس جگہ اگر حاجت نہ بھی ہوتی تو تبرکاً تھوڑی دیر بیٹھ جاتے۔ اللہ اللہ۔

صاحبو اتباع اسکا نام ہی اور پیروی اسکو کہتے ہین۔

تو ہم غلامون کو بھی جان و دل سے آپ کا اتباع کرنا چاہیے کیونکہ بجز اتباع محمدی کے دوسرا کوئی ذریعہ نجات
ہملوگون کے لیے نہین معلوم ہوتا ؎ ذوق رکھ سنتِ گرامی سے + ہی شرف آپ کی غلامی سے + جو کوئی
پیرو رسول نہین + لاکھ طاعت کرے قبول نہین +

(ازانجملہ ذکر حبیب یعنی محبوب کا ذکر کرنا اور اوسکے فضائل حمیدہ و افعال سعیدہ کو بیان کرنا اور یاد سے ذکر دن
کو سب فکرون سے فضل سمجھنا مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ مشہور ہی یعنی جو جسے دوست رکھتا ہی
اوس کا اکثر ذکر کرتا ہی جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی حالت تھی کہ ہمیشہ آپ کے اقوال و افعال کی جستجو

کیا کرتے اور کسی غیر کی کچھ نہین سنتے اور آپ ہی کے تذکرہ پر اون حضرات نے اپنے رونے ہنسنے اور زندگی و موت کو بسر کیا ؎ اگر گویم ز لعل یار گویم + حدیثے زان شکر گفتار گویم +

سنن ابن ماجہ مین ہی کہ حضرت عبد اللہ بن عمر کے ایک صاحبزادے کا نام بلال تھا کسی شاعر نے اونکی مدح کی کہ ع بِلَالُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ خَیْرُ بِلَالٍ حضرت عبد اللہ نے جب سنا تو فرمایا کَذَبْتَ یعنی اوسنے جھوٹ کہا بلکہ یون کہنا چاہیے ع بِلَالُ رَسُوْلِ اللّٰہِ خَیْرُ بِلَالٍ :

از انجملہ محبوب کے اہلبیت و اصحاب اور یار و انصار کی محبت کہ یہ بھی محبت کی علامت ہی اور محبوب کی خوشنودی کا باعث ہی بالخصوص جہان کہ محبوب کی تاکید اکید ہوا اور اونکی مخالفت پر زجر و توبیخ ہو جیسا کہ آنحضرت کے اہلبیت و اصحاب کہ جنکی شان مین آپ نے فرمایا مَنْ اَحَبَّہُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّہُمْ وَمَنْ اَبْغَضَہُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَہُمْ یعنی اون کی محبت میری محبت کی وجہ سے ہی اور اونکا بغض میرے بغض کا باعث ہی اور فرمایا اُذَکِّرُکُمُ اللّٰہَ فِیْ اَہْلِ بَیْتِیْ یعنی لوگو! مین تمہین اللہ کو یاد دلاتا ہون اپنے اہلبیت کے حق مین اور فرمایا مسلمانو مجھے دوست رکھو اللہ کو دوست رکھنے کے سبب سے اور میرے اہلبیت کو دوست رکھو مجھے دوست رکھنے کی وجہ سے اور فرمایا کوئی تم مین سے مؤمن کامل نہو گا جب تک کہ میری ذات کو اپنی ذات سے اور میرے نفس کو اپنے نفس سے زیادہ عزیز سمجھے اور میرے عترت و اہلبیت کو اپنے عترت و اہلبیت سے زیادہ محبوب نہ رکھے۔ حضرات حسنین علیہما السلام کی شان مین آپ نے فرمایا کہ خداوندا مین ان دونون بچون کو دوست رکھتا ہون اور ان سے محبت کرتا ہون تو بھی محبت کر۔ اور فرمایا کہ جس کسی نے ان دونون کو دوست رکھا اوسنے مجھے دوست رکھا اور جسنے مجھے دوست رکھا اوسنے خدا کو دوست رکھا اور جسنے انسے دشمنی کی اوسنے مجھسے دشمنی کی اور جسنے مجھے دشمن رکھا اوسنے خدا کو دشمن رکھا۔

ایک صحابی فرماتے ہین کہ مین نے دیکھا کہ حضور کے دوش مبارک پر امام حسن علیہ السلام ہین اور آپ فرماتے ہین اَللّٰہُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّہٗ فَاَحِبَّہٗ وَاَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّہٗ خداوندا مین اسے دوست رکھتا ہون تو بھی دوست رکھ اور جو اس سے محبت کرے اوسے بھی دوست رکھ۔ اور آپ نے فرمایا حسین مجھسے ہی اور مین حسین سے ہون اور فرمایا کہ جو حسین کو دوست رکھتا ہی اوسے اللہ دوست رکھتا ہی اور فرمایا حسین میرا سبط ہی۔ اور فرمایا آپ نے حسن و

حسنین دونون میرے بیٹے ہین اور میری بیٹی کے بیٹے ہین۔
اور سیدنا حضرت علی رضہ کے بارے مین فرمایا مَن کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ یعنی جس کا مین مولیٰ (دوست) ہون اوسکے علی (بھی) مولیٰ ہین۔
اور حضرت سیدۃ النساء فاطمہ زہرا علیہا السلام کے بارے مین فرمایا کہ فاطمہ میری جگر پارہ ہی جو اوسے خشم مین لایا اوسنے مجھے غضبناک کیا اور جس نے اوسے ناخوش کیا اوسنے مجھے ناراض کیا اور جسنے اوسے ایذا اور رنج دیا اوسنے مجھے ایذا اور رنج دیا۔
اور اصحاب و انصار رضہ کے بارے مین فرمایا لوگو خدا سے ڈرو میرے اصحاب رضہ کے حق مین خدا سے ڈرو اور دیکھو میرے بعد اونہین ہدف نہ بنالینا جو انکو دوست رکھتا ہی وہ مجھے اور میرے باعث سے دوست رکھتا ہی اور جو انہین دشمن رکھتا ہی وہ میری دشمنی کی وجہ سے جسنے انہین ایذا دی اوسنے مجھے ایذا دی اور جسنے مجھے ایذا دی اوسنے خدا کو ایذا دی اور جسنے خدا کو ایذا دی اوسنے ... ہی اللہ بکرمصنا اور وہ بیر عذاب کرے۔ اور فرمایا علامت ایمان میرے یار و انصار رضہ کی محبت کرنا ہی۔
از انجملہ محبوب کے خدام و موالی کی محبت اور اونکی تعظیم و تکریم جیسا کہ اصحاب کبار باوجود اپنی عظمت و جلالت کے موالی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی تعظیم کرتے تھے۔ لکھا ہی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت بلال رضہ کو فرماتے بِلَالٌ سَیِّدُنَا وَمَوْلیٰ سَیِّدِنَا یعنی بلال رضہ میرے سردار ہین اور میرے سردار کے آزاد کردہ ہین۔
از انجملہ محبوب کے دیار و جوار کی محبت و عظمت کہ یہ بھی محبت کے آثار سے ہی چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم مدینہ طیبہ زَادَهَا اللّٰہُ شَرَفًا کو رشک جنت اور غیرت فردوس سمجھتے تھے۔ اور امام مالک رح کی حکایت ہی کہ آپ مدینہ منورہ کی اتنی حرمت و عظمت کرتے تھے کہ کبھی وہان بول و براز نہ کیا اور شہر کے باہر جایا کیے اور فرماتے تھے کہ مین ڈرتا ہون کہ کہین ایسی جگہ نہ بول و براز کرون جہان آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا قدم آیا ہو ؎

بِطِیْبِ رَسُوْلِ اللّٰہِ طَابَ نَسِیْمُہَا	فَمَا الْمِسْکُ وَالْکَافُوْرُ وَالْمِنْدَلُ الرَّطْبُ

اور جب آپ تدریس حدیث بھی فرماتے تو وضو کے بعد خوشبو لگاتے اور کمال وقار سے پڑھتے اور فرماتے مین

حضرت کے کلام کی تعظیم کو دوست رکھتا ہون۔

ازانجملہ آنحضرت کے ذکر کے وقت اونکی تعظیم وتکریم اور خشوع وخضوع کرنا اور جب اسم شریف لیا جاسے تو عجز و انکساری کرنا اور درود پڑھنا) جیسا کہ اصحاب رضی اللہ عنہم آپ کی وفات کے بعد جب آپکا ذکر کرتے تو خوب ہی آہ وبکا کرتے اور کمال تعظیم وہیبت کی وجہ سے اون کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے۔ اسی لیے ابوابراہیم فرماتے ہین کہ آنحضرت کا ذکر خیر ہو تو ہر مسلمان پر واجب ہی کہ آپ کو یاد کر کے خشوع وخضوع کرین اور کمال ادب وتہذیب سے اپنی اپنی جگہون پر خاموش بیٹھے رہین جیسا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوتے اور اونکے سامنے بیٹھتے) ابوایوب سختیانی کے سامنے جب ذکر خیر ہوتا تو اسقدر روتے کہ تمام لوگ اونکے حال پر ترحم وافسوس کرتے۔ اور جعفر بن محمد جو کثیر المزاح اور کثیر التبسم تھے اونکے سامنے جب حضرت کا ذکر ہوتا تو اونکا چہرہ زرد ہوجاتا۔ اور ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے سامنے جب آپکا نام نامی لیا جاتا تو آپکو غایت گریہ واضطراب ہوتا۔

ازانجملہ محبوب کے آثارات وملبوسات وغیر ذلک کی بزرگی واحترام اور اوس سے متبرک سمجھنا جیسا کہ اصحاب والاتبار سرور عالم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے ملبوسات وموے مبارک کا اکرام وبزرگی کرتے اور مریضونکی شفا چاہتے۔ صحیح مسلم مین ہی کہ حضرت اسما بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما نے ایک جبہ نکالا اور کہا کہ یہ آنحضرت کا جبہ شریف ہی پہلے یہ ام المومنین عایشہ صدیقہ کے پاس تھا اونکی وفات کے بعد مین نے لیا اسے بیمارون کے لیے غسل دیتی ہون اور اونکی شفا چاہتی ہون۔ اور آپ کے موے مبارک ام المومنین ام سلمہ رض کے پاس تھے آپ بھی غسل دیکر مریضونکو (غسالہ کا) پانی پلاتین اور شفا چاہتین۔ اور حضرت انس رض کے پاس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین شریفین موجود تھین اور بعضے صحابہ کے پاس آپ کے پانی پینے کا پیالہ بھی تھا اور بعضے آپ کے ناخن وموے مبارک وردا ے شریف اپنے ساتھ قبر مین لیگئے اور غیر ذلک بہتیرے تبرکات صحابہ کے پاس تھے اور اوسکی کمال تعظیم وتکریم کرتے تھے۔ اور علما ابرار حضرت کے نقش نعلین شریفین سے تبرک چاہتے تھے اللہ اللہ ؎ بر زمینیکہ نشان کف پاے تو بود۔ سالہا سجدۂ صاحب نظران خواہد بود۔

ازانجملہ محبوب کے دیدار کی تمنا اور اوسکے لقا کا اشتیاق کیونکہ محب ہمہ دم لقاے یار کا طالب وجویان اور وصل دلدار کا خواہان رہتا ہی اسی سے بعضون نے کہا ہی کہ اَلْمَحَبَّةُ هِيَ الشَّوْقُ إِلَى الْحَبِيبِ یعنی محبت کے

کے معنی احبیب حق کی طرف مشتاق ہونیکے ہین چنانچہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو جب آنحضرت کے لقا کا شوق زیادہ بیچین کرتا اور دریاے محبت کی موجین لہرین مارنے لگتین تو روان دوان افتان وخیزان خدمت بابرکت مین حاضر ہوتے اور مشاہدۂ جمال جہان آرا سے دل بیقرار کو تسکین دیتے اور ہمنشینی محبوب سے لذت اوٹھاتے جیسا کہ ثوبان رضجو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے آزاد کردہ تھے اونکی حکایت ہے کہ اونکو آنحضرت سے غایت محبت اور نہایت الفت تھی اور بغیر دیدار جمال کے کسی طرح او نہین چین نہ آتا تھا یہان تک کہ بے صبر ہو جاتے اور خدمت بابرکت مین حاضر ہوتے اور حضرت کے دیدار سے اپنی آنکھین ٹھنڈی کرتے حسب معمول ایک دن حاضر ہوے تو چہرہ بالکل متغیر اور بیمار سا معلوم ہوا اور صورت سے غم واندوہ کے آثار نمایان تھے حضور نے فرمایا اے ثوبان یہ کیا حال ہے تمہارا اور چہرہ کیون متغیر ہے! عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی بیماری یا غم والم بجز آپ کی محبت کی بیماری کے نہین حالت یہ ہے کہ جہان آپ سے علٰحدہ ہوا اور ایک لحظہ آپ کو نہ دیکھا تو بے صبر ہو جاتا ہون اور سخت وحشت ہوتی ہے یہان تک کہ حضر خدمت ہوتا ہون اب ایک خیال نے مجھے پریشان اور سخت مغموم کر رکھا ہے وہ یہ کہ یہان تو میرا یہ حال ہے اور جب حضور اس عالم سے تشریف لیجائین گے اور مین بھی اس جہان سے گذر جاؤنگا تو حضور تو جنت کے اعلے درجہ مین پیغمبرون کے ہمراہ جلوہ افروز ہون گے اور میرا نہ معلوم کہان ٹھکانا ہوگا تو پھر یا حضرت وہان آپ کے دیدار مجھے کیون کر نصیب ہون گے اور بغیر حضور کے مجھے کسطرح کل آئیگی! اے حضور! مجھے اسی کا غم ہے اور اسی مین کے لیے ڈرتا ہون! تو اللہ تعالے نے یہ آیۂ شریفہ نازل فرمائی کہ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ الآیہ اوسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے اونکو بلایا اور یہ آیۂ شریفہ اونکے روبرو تلاوت فرمائی۔)

اور یہ عشق وغرام اور شوق لقا بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے بھی صحابۂ کرام کو بدستور تھا بلکہ مفارقت ظاہری کے سبب اور بھی دوبالا ہو گیا تھا چنانچہ خالد بن معدان کی حکایت ہے کہ جب

آپ سونے کی پوشاک پہن کر آرام کرنے کے لیے بستر پر جاتے تو آنحضرت اور اون کے انصار و اصحاب کو یاد کرتے اور فرماتے هُمْ أَصْلِي وَفَصْلِي یعنی وہ لوگ میری اصل اور میرے فصل ہین اور اونکے لقا کا اشتیاق ظاہر کرتے اور فرماتے میرا شوق اون لوگون کیطرف بہت بڑھ گیا اور دل اونکے ملنے کا بہت ہی آرزومند ہی خداوندا میری روح کو اونکی روح سے ملادے یہ کہتے اور خوب روتے یہانتک کہ سوجاتے۔

اور حضرت بلال کا جب وقت آخر ہوا اور جان کندنی ہونے لگی تو اونکی بی بی رونے لگین اور کہنے لگین وَاحُزْنَاہُ وَاکَرْبَاہُ حضرت بلال نے فرمایا وَاطَرَبَاہُ غَدًا اَلْقَی الْاَحِبَّۃَ مُحَمَّدًا وَحِزْبَہٗ یعنی (تم حزن و ملال نکرو) یہ بہت ہی خوشی کا وقت ہی کہ کل مین دوستون سے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکے گروہ سے ملونگا۔

اور مروی ہی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حسب معمول ایک رات مدینہ طیبہ کی گرد آوری کو نکلے دیکھا شہر سے باہر ایک جھونپڑی مین چراغ روشن ہی اور وہان ایک عورت بیٹھی ہی روئی دھنکتی جاتی ہی اور کچھ اشعار نہایت ہی ذوق و شوق سے دل پُر درد سے پڑھتی جاتی ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اون اشعار کی طرف جو دھیان کیا اور سنا تو اوسمین حضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی تعریف اور اوسکے ساتھ ہی آپ سے ملنے کا کمال اشتیاق تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو رقت طاری ہوئی اور اوسکے پاس جاکر فرمایا اسے نیکبخت تم کیا کہتی تھین ذرا پھر تو کہو" اوس نے پھر اپنے ذوق و شوق سے کہا کہ ؎

صَلّٰی عَلَیْہِ الْمُصْطَفَوْنَ الْاَخْیَارُ	کُنْتَ قِوَامًا بَکِیَّ الْاَسْحَارِ
یَا لَیْتَ شِعْرِیْ وَالْمَنَایَا اَطْوَارُ	هَلْ یَجْمَعُنِیْ وَحَبِیْبِیَ الدَّارُ

حضرت عمر یہ اشعار سنکر پھر بہت روتے رہے اور اوس ضعیفہ کا عشق و محبت اور حضرت کے دیدار کا اشتیاق دیکھکر بیتاب ہوگئے اور فرمایا کہ اسے نیکبخت عمر بھی تو اونکا ایک خادم ہی اوسکا نام بھی ان اشعار مین کہین جگہ کردو اونہون نے کہا ع وَعُمَرُ فَاغْفِرْہُ یَا غَفَّارُ ؎

محبین رسول کی چند حکایتین

اب آپ لوگ مجھسے بعضے محبین رسول کی چند حکایتین سُن لیجیے۔

(حدیث شریف مین آیا ہی کہ ایک صحابیہ جو انصار سے تھین اون کے باپ بھائی شوہر بیٹا چارون جنگ اُحد مین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے تھے ایک دن وہ اپنے کام دھندے مین مصروف تھین کہ دشمنون نے (خدا انخواستہ) آنحضرت کے شہید ہو جانیکی خبر مشہور کر دی ان کے کانون تک جو یہ خبر پہونچی تو بے تحاشا اُحد کی طرف چلین جب وہان پہونچین تو اپنے باپ کی نعش پڑی دیکھی کچھ التفات نہ کیا اور آگے چلین لوگون نے کہا ارے تم کہان جاتی ہو دیکھو! یہ تمہارے باپ کی نعش ہی اون صحابیہ رضہ نے فرمایا مین اسسے نہین پوچھتی" اور آگے بڑھین تو بھائی کو پڑا دیکھا پھر آگے بڑھین تو شوہر کو پھر بیٹے کو پڑا دیکھا مگر کچھ التفات اونہون نے نہ کیا اور لوگون سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پوچھا معلوم ہوا کہ حضرت سلامتی کے ساتھ آگے جلوہ افروز ہین یہ حضور کی خدمت مین حاضر ہوئین اور آپکا دامن مبارک پکڑ کر عرض کیا یا رسول اللہ میرے مان باپ آپ پر فدا جب آپ سلامت ہین تو مجھے کچھ غم نہین ہے۔ یا وارغ من ارچہ مرہمی نیست + چون تو بسلامتے غمی نیست + بعضی روایتون مین ہی کہ اونہون نے حضرت کو دیکھکر کہا کُلُّ مُصِیْبَۃٍ بَعْدَکَ جَلَلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ میری کل مصیبتین آپ کی (سلامتی کے) بعد آسان ہین۔

مروی ہی کہ ایک عورت اُم المومنین عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئین اور کہا مجھے حضرت کے روضۂ اقدس پر لیچلیے حضرت بی عایشہ لیگئین وہ عورت آپکے مزار پر اسقدر روئین کہ دم توڑ دیا اور جان بحق تسلیم ہو گئین اللہ اللہ ہے۔ زیستنم با تو میسر باد + بے تو اگر زیستنم آرزو ست +

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا پاؤن ایک بار سُن ہو گیا لوگون نے کہا جو تمہارے نزدیک سب سے زیادہ پیارا ہو اوسے یاد کرو سُن جاتا رہے گا آپ نے فرمایا وا محمداہ یعنی حضرت کو یاد کیا سُن جاتا رہا۔

(زید بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کی حکایت ہی کہ وہ اپنے باغ مین بیٹھے تھے کہ اون کے صاحبزادے

آنحضرت کی وفات کی خبر سنائی وہ سنکر رونے لگے اور اللہ تعالی سے دعا کی کہ الٰہی مجھے اندھا کر دے کہ اپنے محبوب کی وفات کے بعد کبھی دوسرے کو نہ دیکھوں چنانچہ آپ کی بصارت جاتی رہی سبحان اللہ ؎

بسرت کہ بجز سر زلف تو بسرم سر دگرے نشد	بر ہستے کہ بجز رخ پاک تو برخ دگر نظرے نشد
چو سگم کمین سگان تو دو زجملہ بے قدرم شدے	بدرت کہ بجز در پاک تو بدر دگر گذرے نشد

یا یوں سمجھئے ؎ نہ دماغ سر دے تو سودائے تری زلف پریشاں کا + جو آنکھیں ہوں تو نظارہ ہو ایسے سنبلستان کا +۔

زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ کو جب ابوسفیان بن حرب قتل کرنے کے لیے حرم سے باہر لایا تو اوس نے اسنسے پوچھا کہ اے زید اگر تمہاری جگہہ پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم قتل ہوں اور تم اپنے اہل وعیال میں آرام وراحت سے رہو تو اسے تم پسند کرتے ہو آپ نے فرمایا واللہ میں اسے ہرگز نہیں پسند کرتا کہ میرے بدلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست (یا پانے) مبارک میں ایک کانٹا بھی گڑے اور میں اپنے اہل وعیال میں خوش ہوں ابوسفیان نے کہا بخدا میں نے آجتک کسی کو کسی سے اسقدر محبت کرتے نہ دیکھا جسقدر کہ اصحاب محمد محمد کو دوست رکھتے ہیں (صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم۔)

کتب تواریخ وسیر میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک عاشق تھے جنکو ذوالبجادین اور ذوالشمالین بھی کہتے ہیں۔ کملی کے دو ٹکڑے باندھکر حضور میں تشریف لائے تھے اس لیے اونکا یہ لقب ہوا وہ اپنے چچا کے جو نہایت دولتمند تھے متبنّی تھے اور بڑے عیش وآرام سے زندگی بسر کرتے تھے جب ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا غلغلہ بلند ہوا اور اونکے کانوں میں بھی یہ صدا پہونچی تو اونکو دیدار کا شوق ہوا مگر اپنے چچا جو سخت کبر تھے اون کے خوف سے مجبور رہے۔ جب حضور مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے تو اس مژدۂ روح افزا نے اونکو اور بھی بیچین کر دیا مثل مشہور ہے ؎ وعدۂ وصل چون شود نزدیک + آتش شوق تیز تر گردد + اب اونہوں نے حاضری کا قصد کیا اور چچا سے اجازت کے طالب ہوئے اوس نے نہایت سختی کی اور کہا اگر تم وہاں جانے کا ارادہ کرتے ہو تو میری دولت اور مال ومتاع سے باز آؤ۔ اس غریب نے تمام مال واسباب اسکے حوالے کیا یہاں تک کہ جو کپڑے پہنے ہوئے تھے

وہ بھی اون کے پچھلے شانہ تڑوالیا اونکی ماں نے ننگا دیکھکر کمل کے دو ٹکڑے لاکر اونکو دیئے جس سے
اونہون نے آگا پیچھا ڈھانک لیا او رمستانہ وار مدینہ کی طرف چلے اور حضور صلے اللہ علیہ و
علی آلہ وسلم کے خیال مین زبان حال سے گویا یون کہتے جاتے تھے ؎ عشق مین تیرے کوہ غم سر پہ
لیا جو ہو سو ہو ✦ عیش و نشاط زندگی چھوڑ دیا جو ہو سو ہو ✦ اور نہ تو او نہین کسی کے طعن و تشنیع کی پروا
تھی نہ ملامت کا خیال بلکہ یون گویا تھے ؎ عقل کے مدرسہ سے باعشق کے میکدہ مین آ ✦
جام شراب بیخودی اب تو پیا جو ہو سو ہو ✦۔
الغرض اسیطرح دیوانہ وار مدینہ منورہ پہونچے اور مسجد نبوی مین فروکش ہوے مگر ہمارے حضور
صلے اللہ علیہ وسلم کے یہانکا معمول یہ تھا کہ شام کو جو مسافر پہونچتا وہ ایک قرینہ سے مسجد مین
ٹھہرا دیا جاتا اور حضرت امیر المومنین علی مرتضی علیہ السلام اوسکے کھانے کا اہتمام فرماتے۔ صبح کو نئے
لوگ حضور مین پیش کیے جاتے۔ ان ذوالبجادین رضی کے ساتھ بھی یہی ہوا۔ مغرب وعشا کے وقت
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو سہی اور شوق کہتا تھا کہ قدمون سے لپٹ جایئے مگر ادب مانع تھا
دل ہی دل مین یون کہتے تھے ؎ بسی حکایت حسنت شنیدہ ام جانان ✦ کنون کہ دیدمت الحق
ہزار چندانی ✦ حضور نے بھی دو ایک بار گوشۂ چشم سے اونکو دیکھ لیا پھر نہ پوچھیے تیر نظر اپنا
کام کر گیا اور وہ بیتاب ہوکر دل ہی دل مین کہنے لگے ؎ دزدیدہ فگندی بمن از ناز نگاہے ✦
قربان نگاہ تو شوم باز نگاہے ✦ یا یون سمجھیے۔

مخمس

تری نگاہ کے مجروح اور بھی ہین کہین	کسی کے دل مین رہی اور کسی کے پار گئی
مگر مجھی سے کی تو نے ترک بات نئی	درون سینہ من زخم بے نشان زدۂ

بحیرتم کہ عجب تیر بیکمان زدۂ

المختصر جب نماز صبح وغیرہ سے فراغت ہوئی اور آفاقی لوگ حضور مین پیش ہونے لگے تو اوس وقت

بیچارے ایک گوشہ مین بیٹھے جمال جہان آرا کی سیر کر رہے تھے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ میان تم کون ہو اور یہ پریشان حالت تمہاری کیون ہے ع پس بدو فرمود کاے وجہ العرب + او کجائی چونے از رنج و تعب + اس سوال کے جواب مین بیساختہ یون بول اوٹھے ع

اے کہ یک دیدار تو دیدارہا	اے نثار دید تو دینارہا
من عترسیم از بیابان آمدم	بر امید لطف سلطان آمدم
بوئے عشق تو بیابانہا گرفت	ذرہ ہائے ریگ ہم جانہا گرفت
نے من اینجا بہر دینار آمدم	بلکہ اینجا بہر دیدار آمدم +

الغرض اپنے عشق کی داستان سنا کر کلمۂ تشہد پڑھا۔ پھر حضور نے کمال مہربانی سے پوچھا کہ تمہاری کوئی تمنا بھی ہے۔ عرض کیا کہ حضور میری تمنا یہ ہے کہ خدا کی راہ مین شہید ہوؤن اور آپ پر نثار ہو جاؤن ع ہزار ہمچو تن لنفر خاک راہ تو باد + کہ جان وہی شرف یابد بکوے رسول + آپ نے فرمایا ایسا ہی ہوگا انشاء اللہ تعالے۔ جب غزوۂ تبوک پیش آیا تو یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمرکاب تھے رستہ مین انہین بخار آیا اصحابہ رضہ اونکی تیمارداری مین تھے پھر جب آخر وقت ہوا تو خود سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اونکے سرہانے جلوہ افروز تھے اور وہ حضرت کو دیکھتے دیکھتے انتقال فرما گئے۔ سبحان اللہ اوس نیازمند کا کیا کہنا ہے جسکے آخر وقت خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم جلوہ فرما ہون ع بچہ نازرفتہ باشد زجہان نیازمندی + کہ بوقت جان سپردن بسرش رسیدہ باشی + منم و ہمین تمنا کہ بوقت جان سپردن + برخ تو دیدہ باشم تو درون دیدہ باشی + جب وہ انتقال فرما گئے تو صحابہ سے حضور نے فرمایا کہ اپنے بھائی کے دفن و کفن کا سامان کرو۔ آخر جنازہ طیار ہوا حضور نے خود نماز پڑھائی پھر حضور اونکی قبر مین اوترے اور برکت و رحمت کی نظر سے لیٹ گئے پھر فرمایا لاؤ اپنے بھائی کو اور اپنے دست مبارک سے اونکو دفن فرمایا۔ امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ہم لوگ اوس وقت رشک کرتے تھے کہ کاش یہ مردہ ہم ہوتے ع پیش تو بلقاق مردن + بہتر کہ پس از تو زندگانی + ۔

صاحبو! اس مقام پر اگر ہم اپنے عشق و محبت کو بیان کریں اور غیر جنس کی محبت کو جو ہمارے حضور کے ساتھ تھی نہ بیان کریں تو یہ سخت بے انصافی اور ناحق شناسی ہے لہذا مجھے ضرور ہوا کہ اپنے غیر جنس کی محبت کو بھی بیان کریں۔

ہمارے حضور کی ذات بابرکات قدسی صفات وہ تھی کہ انسان تو انسان شجر حجر بھی آپ پر والہ و شیدا رہتے تھے چنانچہ استن حنانہ کی حکایت مشہور ہے جسکو مولانا مثنوی شریف میں فرماتے ہیں **مثنوی**

استن حنانہ از ہجر رسول	نعرہ مے زد ہمچو ارباب عقول	در میان مجلس وعظ آنچنان
کز وے آگہ گشت ہر پیر و جوان	در تحیر ماند اصحاب رسول	کز چہ می نالد ستون با عرض و طول
گفت پیغمبر چہ خواہی ای ستون	گفت جانم در فراقت گشت خون	بر سر ممبر تو مسند ساختے
مسندت من بودم از من تاختے	چون نہ نالم در غمت ای جان جان	در فراقت سوخت ما را خانمان
پس رسولش گفت کای نیکو درخت	اے شدہ با سر تو ہمراز بخت	گر ہمی خواہی ترا نخلے کنند
شرقی و غربی ز تو میوہ چنند	یا دران عالم حقت سروی کند	تا تر و تازہ بمانے تا ابد
گفت آن خواہم کہ دائم شد بقاش	بشنو ای غافل کم از چوبی مباش	غرض ہمارے آقای نامدار کی

عجب شان تھی کہ چھوٹے بڑے عورت مرد انسان حیوان شجر و حجر سب آپ کے فدائی تھے ؎ محبت کا تری بندہ ہر اک کو ای صنم پایا ❊ برابر گردن شاہ و گدا دونوں کو خم پایا ❊

رات چھوٹی کہانی بڑی قصہ طولانی وقت کم لکھنے والا اپنی داستان ختم کرتا ہے سننے والے دعا کیلیے ہاتھ اٹھائیں

دعا

اے ارحم الراحمین اپنے محبوب کی امت پر رحم فرما انکے دلوں میں اپنی اور اپنے حبیب لبیب کی محبت پیدا کر دے۔ ہمارا تمام امت محمدی پستی و تنزلی اور ضلالت و گمراہی کی حالت میں ہیں الٰہی انکو راہ راست کی ہدایت کر اور پستی کی ڈوبتی ہوئی کشتی سے انکو صحیح و سالم نکال کر ترقی کے دریاے بے پایاں میں انہیں نہلا دھلا کر صاف ستھرا کر دے ❊

خداوندا باغ اسلام جسکے ہر ہر پودھون کو تیرے حبیب اور اونکے جان نثارون نے اپنے خون سے سینچ سینچ کر بڑھایا تھا اور جو ہرا بھرا لہلہاتا نظر آتا تھا جسکے ہر شجر بارور تھے وہ باغ باہموم کے جھونکون سے بالکل پژمردہ ہوگیا ہی اسکے پودے مرجھا گئے ہین اسکے درخت بے برگ و بے ثمر ہورہے ہین۔

آ اے رحمن و رحیم اپنی رحمت کی موسلا دھار بارش سے اس باغ کو پھر تر و تازہ کردے ایسا کہ اسکے مرجھائے ہوے شگوفے اور کلیان کھل جائین غنچے مسکرانے لگین گل شگفتہ ہوجائین غرض یہ باغ اپنی اصلی حالت پر پھر آجائے۔ آمین ثم آمین۔

خاتمہ از جانب مطبع

الحمد للہ تعالی کہ تقریر دلپذیر صاحبزادہ طلیق اللسان افصح زبان حسن میا ںصاحب زیدت مجدہ خلف الصدق زبدہ ارباب عرفان منتخب مشایخ دوران مولوی شاہ محمد سلیمان صاحب بحسب ایمائے مولانائے ممدوح مطبع انوار محمدی لکھنؤ مین باہتمام خاکسار حاجی محمد تیغ بہادر باراول حلیۂ طبع سے آراستہ ہوکر نظر افروز دیدۂ شائقین ہوئی

انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا

السیدہ

یعنی حضرت خاتون جنت فاطمہ زہرا علیہا السلام کا تفصیلی

احوال معتبر کتابون سے نہایت عرقریزی وجانفشانی سے جمع کیا گیا ہی

اسکی جامع صاحبزادہ بلند اقبال سراپا علم وکمال ذہین وذکی

خوش تقریر وتحریر صاحبزادہ حسن میان صاحب سلمہ اللہ تعالے

فرزند دلبند حضرت زبدۃ الکاملین سند العارفین تاج العلما وفخر المشائخ الکبرا

مخدومی حضرت مولانا شاہ محمد سلیمان صاحب قادری چشتی گل گلزار

پھلواری شریف لازالت شمس عرفانہ طالعۃ آمین

باہتمام حاجی محمد تیغ بہادر در مطبع انوار محمدی لکھنؤ مین طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین والہ الطاہرین واصحابہ المنتجبین

امابعد اس زمانے مین بزبان اُردو طرح طرح کی کتابین لکھی جارہی ہین کسیکو ناول سے دلچسپی ہی کسیکو لایف سے دلبستگی ہی۔ ہمنے بھی خیال کیا کہ ہمکو بھی کچھ کرنا چاہیے اور اپنے بزرگون کی سوانح عمری لکھنا چاہیے اسلیے مین نے بھی قلم اُٹھایا اور اِن حضرات کی طرف متوجہ ہوا جنکی شان یہ ہی

مقدم بعد ذکر اللہ ذکرہم		في کل بدء ومختوم بہ الکلم

اور سب سے پہلے حضرت خاتون جنت فاطمہ زہرا علیہا السلام کی سوانح عمری لکھی اور السیدہ نئی روش کے قاعدہ سے اِسکا نام رکھا پھر اسی طرح تمام ایمۂ اثنا عشر علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سوانح عمری لکھی جائیگی۔ اور اللہ تعالیٰ سے امید ہی کہ میری اس محنت کو قبول فرمائے اور غلامانِ اہل بیت علیہم السلام سے مجھکو شمار کرے۔ اور مین کون ہون اسکے بتانے کی مجھے ضرورت نہین

فقط اتنا کافی ہی کہ مین اُس خاندان کا ایک لڑکا ہون جہان محبت اہلِ بیت گھٹی مین پڑی ہی بقول امیر اسمٰعیل یمانی ؎

لا عذّب اللہ امی انہا شربت	حب الولی وا سقتنیہ فی اللّبن
وان لی والداً یہوی اباحسن	وانني مثلہ اهوی ابالحسن ؎

الٰہی بحق بنی فاطمہ	کہ بر قولِ ایمان کنم خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ور قبول	من و دست و دامان آلِ رسول

حضرت سیدۃ النسا فاطمہ زہرا علیہا السلام سب صاحبزادیون مین چھوٹی تھین اور ولادت باسعادت آپکی سنہ ۴۱ عامۃ الفیل مین ہوئی[۱] اور ابن جوزی نے کہا ہی کہ آپ کی ولادت باسعادت نبوت سے پانچ برس پہلے ہی اور آپ اشرف اولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہین اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو نہایت عزیز و محبوب رکھتے تھے حتّٰی کہ سنن ابی داود مین روایت ہی کہ جب آنحضرت سفر کو تشریف لیجاتے تو حضرت فاطمہ سے ملاقات کر لیتے اور جب سفر سے تشریف لاتے تو پہلے اُنھین سے جاکر ملاقات کرتے سنن ابی داؤد مین حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہی کہ وہ فرماتی ہین کہ چال و چلن یا بات چیت مین آنحضرت کے ساتھ حضرت سیدہ سے بڑھکر کوئی بھی مشابہ نہ تھا جب وہ اپنے پدر بزرگوار کی ملاقات کو جاتین تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونکو دیکھکر اوٹھ کھڑے ہو جاتے اور

[۱] بعض مورخین نبوت سے ایک برس بعد بھی ولادت آپکی بتاتے ہین مگر ہم نے جمہور کے قول کا اعتبار کیا ہے اسی بنا پر وہ روایتین جن مین حضرت جبریل علیہ السلام کا تشریف لانا اور بشارت دینا وغیرہ وغیرہ مذکور ہے اس سے قطع نظر کی واللہ اعلم بالصواب

اونکا ہاتھ پکڑ کر اپنی جگہہ پر بٹھلاتے اور اونکی پیشانی مبارک پر بوسہ دیتے
اور علیٰ ہذا القیاس جب آنحضرت اونکی ملاقات کو تشریف لیجاتے وہ اٹھ کھڑی
ہوتین اور دست مبارک آنحضرت کا تھام کر اپنی جگہہ پر بٹھلاتین اور آپ کے
دست مبارک پر بوسہ دیتین) وَقَدْ وَرَدَ مَرْفُوْعًا اِنَّمَا سُمِّيَتْ
فَاطِمَةَ لِاَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَطَمَهَا وَ ذُرِّيَّتَهَا عَنِ النَّارِ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ اَخْرَجَهُ الْحَافِظُ الدِّمِشْقِيُّ وَرَوَى الْغَسَّانِيُّ مَرْفُوْعًا
اِنَّمَا سُمِّيَتْ فَاطِمَةَ لِاَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَطَمَهَا وَمُحِبِّيْهَا عَنِ النَّارِ
وَاِنَّمَا سُمِّيَتْ بَتُوْلًا لِاِنْقِطَاعِهَا عَنْ نِسَاءِ زَمَانِهَا دِيْنًا وَ
فَضْلًا وَحَسَبًا وَنَسَبًا وَقِيْلَ لِاِنْقِطَاعِهَا عَنِ الدُّنْيَا اِنْتَهٰى
مَا فِي شَرْحِ الْفِقْهِ الْاَكْبَرِ لِعَلِيِّ الْقَارِيْ۔ حاصل یہ ہی کہ فاطمہ آپ کا
نام اسلیے ہوا کہ اللہ آپ کو اور آپ کی ذریت کو اور بروایتے آپ کو
اور آپ کے محبون کو قیامت کے دن آگ سے باز رکھیگا اور آپ بتول
اسلیے مشہور ہوئین کہ آپ اپنی ہمجولیون مین اور ہمسن عورتون مین فضلاً
اور دیناً علاحدہ تھین یا اسلیے کہ آپ نے دنیا سے علٰحدگی اختیار کی تھی اور
چونکہ آپ غایت درجہ کی خوبصورتی رکھتی تھین اسلیے زہرا مشہور ہوئین۔
اور شعرانی نے کشف الغمہ مین لکھا ہی کہ آپ کے زہرا نام ہونیکی وجہ یہ ہی
کہ آپ آلایش دنیوی سے پاک تھین اور مثل اور عورتون کے آپ کو حیض
نہین ہوتا تھا اور جب آپکو ولادت ہوتی تو ایک ساعت کے بعد نفاس
موقوف ہوجاتا تھا جس سے ایک وقت کی بھی نماز آپ سے قضا نہوتی

زاکیہ وراضیہ ومرضیہ ومبارکہ وطاہرہ بھی آپکا لقب ہی - اور آپ
رقیق القلب بہت تھین اور اپنی بہن رُقیہ سے بہت محبت رکھی تھین
جب اونھون نے وفات پائی تو آپ اونکی قبر کے نزدیک پہلوے رسول مقبول
مین بیٹھی ہوئین روتی تھین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اپنی
چادر مبارک کے کونے سے آپکی آنسو پوچھتے جاتے تھے - اہل سیر لکھتے ہین
مدارج النبوۃ ۱۲ مدارج ورد روضۃ الاحباب و مواہب لدنیہ ۱۲
کہ حضرت سیّدہ نے ناز ونعم سے اپنے جوار پدر بزرگوار مین پرورش پائی
پھر جب آپ جوان ہوئین تو حضرت ابو بکرؓ صدیق وحضرت عمرؓ فاروق رضی اللہ
تعالیٰ عنہما نے اونکے نکاح کی درخواست کی آنحضرتؐ نے جواب مین فرمایا
کہ وہ ابھی چھوٹیؓ ہین اور حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ اسلیے کہ
سیدہ کی ایک بہن اونکے نکاح مین تھین درخواست نہ کر سکتے تھے
اور حضرت شیر خدا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بباعث اپنی بے مقدوری
کے جرأت درخواست پر نہ کی حضرت ابو بکر صدیق رضؓ نے اونسے واسطے درخواست
کے کہا مگر آپ نے بے مقدوری کا عذر کیا اور یہ بھی فرمایا کہ آنحضرت میری
درخواست کو قبول فرمائین یا نہین ابو بکر صدیقؓ نے کہا کہ تمھاری درخواست
منظور ہوگی مناسب ہی کہ تم درخواست کرو اُسوقت جناب امیرؓ بمشورہ
ابو بکر صدیقؓ کے واسطے درخواست نکاح حضرت بی بی فاطمہ کے حضور اقدس
جناب رسالت مآب مین گئے اور حضرت سیدہ کی خواستگاری کی آپ نے
مرحبا کہا اور خوش ہوئے بعد ازین حکم خداے تعالیٰ پونہچا کہ نکاح حضرت سیدہ کا
جناب علیؓ مرتضیٰ سے کردو آپ نے درخواست پذیرا فرمائی اور جناب امیر سے

پوچھا کہ کیا چیز تمھارے پاس ہی اُنھون نے کہا کہ ایک زرہ اور ایک گھوڑا ہی
آپ نے زرہ بیچنے کا حکم فرمایا اور گھوڑے کے لیے فرمایا کہ تمھین جہاد کی
ضرورت ہی اسے مت جدا کرو الغرض زرہ جناب علی مرتضی نے بیچی اور
عثمان ذی النورین نے چارسو اسی درم کو خرید کی اور زر قیمت ادا کر کے
علی مرتضیٰ کو وہ زرہ پھیر دی اور کہا کہ یہ مین نے تمھین دی جناب علی مرتضیٰؓ
تمام زر قیمت بارگاہ رسالت مین لائے آپ نے ایک مٹھی حضرت بلال کو دی
کہ اِن درمون کی خوشبو فاطمہ کے لیے لاؤ اور باقی آپ نے ام المومنین ام سلمہؓ
کو دیکر فرمایا کہ اس سے جہیز کی چیزونکا سامان کرو جناب ام سلمہ نے ایک پلنگ
اور دو نہالی کتان کی اور دو چادر برد کی اور ایک تکیہ اور دو بازو بند
چاندی کے اور ایک مشک پانی بھرنے کی لیے اور ایک چکی اور ایک پیالہ
اور دو گھڑے مٹی کے اور چند چیزین اسی قسم کی تیار کین - مواھب لدنیہ
مین ہی کہ حضرت انس فرماتے ہین کہ مجھے حضرت نے بھیجا کہ جاکر ابوبکرؓ و عثمانؓ
و عمرؓ و عبدالرحمنؓ اور چند انصاریون کو بلالاؤ پھر ایک مجمع ہوگیا مگر جناب
علی مرتضیٰؓ اوسوقت نہ تھے آنحضرتؐ نے یہ خطبہ پڑھا - اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمَحْمُوْدِ
بِنِعْمَتِهٖ الْمَعْبُوْدِ بِقُدْرَتِهٖ الْمُطَاعِ بِسُلْطَانِهٖ الْمَرْهُوْبِ مِنْ عَذَابِهٖ
وَسَطْوَتِهٖ النَّافِذِ اَمْرُهٗ فِيْ سَمَائِهٖ وَاَرْضِهٖ الَّذِيْ خَلَقَ الْخَلْقَ
بِقُدْرَتِهٖ وَمَيَّزَهُمْ بِاَحْكَامِهٖ وَاَعَزَّهُمْ بِدِيْنِهٖ وَاَكْرَمَهُمْ بِنَبِيِّهٖ
مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبَارَكَ اسْمُهٗ وَتَعَالَتْ عَظَمَتُهٗ جَعَلَ
الْمُصَاهَرَةَ سَبَبًا لَاحِقًا وَاَمْرًا مُفْتَرَضًا اَوْشَجَ بِهِ الْاَرْحَامَ وَاَلْزَمَ

الاَنَامِ وَقَالَ عَزَّ مِنْ قَائِلٍ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَّصِهْرًا ۝ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا ۝ وَلِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ۝ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗ اُمُّ الْكِتَابِ ۝ ثُمَّ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَمَرَنِي اَنْ اُزَوِّجَ فَاطِمَةَ مِنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ بعد اوسکے جناب علی مرتضیٰ تشریف لائے آنحضرت صلعم اونکا چہرہ دیکھکر مسکرائے اور یہ فرمایا کہ اللہ نے مجھے حکم کیا کہ مین فاطمہ رض کو تمھارے عقد مین دون پس مین نے چارسو[1] دینار پر نکاح کیا آیا تمنے قبول کیا حضرت علی رض نے کہا ہان یارسول اللہ مین نے قبول کیا حضرت نے یہ دعا کی جَمَعَ اللّٰهُ شَمْلَكُمَا وَاَعَزَّ جَدَّكُمَا وَبَارَكَ عَلَيْكُمَا فَقَالَ اَخْرَجَ مِنْهُمَا كَثِيرًا طَيِّبًا[2] حصن حصین مین لکھا ہی کہ آنحضرت جب حضرت سیدۃ النسا کو رخصت فرماچکے تو اونکے گھر تشریف لے گئے اور پہلے حضرت سیدۃ النسا سے پانی منگوایا وہ پیالی مین بھر لائین آپ نے اوس پانی مین کلی ڈالدی اور حضرت سیدۃ النسا سے کہا آگے آؤ وہ آگے آئین آپ نے اونکے سر اور سینے پر پانی چھڑکا اور فرمایا پیٹھ پھیرو اونھون نے پیٹھ پھیری آپ نے اونکی پیٹھ پر پانی چھڑکا اور یہ دعا کی۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّي اُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ[3] - پھر پانی لانیکا حکم فرمایا حضرت علی مرتضیٰ فرماتے ہین کہ مین سمجھا کہ مجھسے فرماتے ہین مین پیالی مین پانی لایا آپ نے پانی مین کلی ڈال کے جناب

[1] اور کتابون مین چارسو آسی درم لکھا ہے ۱۲

[2] چھوٹا ہے لوٹا سے کی روایت مدارج النبوۃ مین ہے مگر شیخ کانی نے فوائد مجموعہ مین اسکو موضوع لکھا ہے واللہ اعلم بالصواب ۱۲

[3] اے اللہ مین اسکو اور اوسکی ذریت کو تیری پناہ مین دیتا ہون شیطان مردود سے ۱۲

علی مرتضی کے سر اور سینے پر پھر درمیان دونون شانون کے اور وہی دعا کی
خطیب نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہی کہ جب آنحضرت نے
حضرت سیدہ کا نکاح حضرت علی رضہ سے کردیا تو آپ بہت روئین آنحضرت نے
فرمایا کہ ای میری بیٹی تمھاری رونیکا کیا سبب ہے عرض کی یا رسول اللہ آپ نے مجھے ایسے
شخص کے نکاح مین دیا جسکے پاس کچھ مال و جہیز نہین ہی آنحضرت نے فرمایا اے
میری بیٹی آیا تو راضی نہین ہی کہ اللہ تعالیٰ نے برگزیدہ دو آدمی روی زمین پر بنائے ہین
ایک اون مین سے مین تمھارا باپ ہون اور دوسرا تمھارا زوج لکھا ہی کہ وقت نکاح
سن مبارک حضرت سیدہ کا سولہ اور بروایتی اٹھارہ برس کا تھا اور عمر شریف
حضرت شیر خدا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اکیس برس پانچ مہینے کی تھی کتاب
مواھب اللدنیہ مین لکھا ہی کہ ولیمہ کیا جناب امیر نے بعد اپنے نکاح کے اور قبل
نکاح کے نہین ہوا تھا پس گرو رکھی آپ نے زرہ کسی یہودی کے پاس اور چند
صاع جو اور چند صاع خرما لیکر اور کچھ مرچ وغیرہ سب کو بلا کر کھانا کھلایا
بعض کتب سیر مین لکھا ہی کہ درحقیقت مہر حضرت سیدہ کا شفاعت گنہگاران

امت محمدیہ قرار پایا جیسا کہ نبی نامہ مین ہی

شنیدم ز اصحاب تذکیر نقل	کہ وقتی کہ زہرا سے فرخندہ عقل
خبر یافت از درہم مہر خود	کہ بودست ہفتاد با چارصد
چنین گفت با والدِ حق پذیر	کہ اے قبلہ گاہ صغیر و کبیر
ہمہ دختران را پئے ازدواج	صداقِ زر و سیم باشد رواج
بود مہر من گر ہم از نقد دہر	تفاوت چہ باشد درین ہر دو مہر

طلب کن زیزدان بندہ نواز | کہ بخشد مرا از ہمہ امتیاز
پیمبر دعا کرد شد مستجاب | کہ روح الامین گشت نازل شتاب
بدستش یکی قطعہ بود از حریر | در و این معانی کتابت پذیر
کہ بخشایشِ امتِ مصطفیٰؐ | صداق ست بہرِ شفیع النسا
بگویند آن رقعہ را فاطمہؑ | ہمیداشت با خود عزیز از ہمہ
چنین گفت در وقت رحلت سخن | کہ بنہند این رقعہ در قبر من

مشکوٰۃ شریف مین جناب علی مرتضیٰ سے روایت ہو کہ حضرت سیدۃ النسا ایک دن جناب رسالت مآب مین تشریف لائین کہ اپنے ہاتھون کے گھٹّون کی جو چکّی پیستے پیستے پڑگئے تھے شکایت کرون اور سیدہ کو یہ بھی خبر ہو گئی تھی کہ حضور صلعم کے پاس ایک لونڈی آئی ہی مگر اُسدن آنحضرتؐ سے ملاقات نہوئی اور آپ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے کہکر چلی آئین پھر جب حضرت تشریف لائے تو حضرت صدیقہ نے اوس حوال سے مطلع کیا۔ آنحضرت ہم لوگون کے پاس آئے اور ہم لوگ اوسوقت خوابگاہ مین تھے قصد اوٹھنے کا کیا مگر آنحضرت نے منع فرمایا اور کہا اپنی جگہہ پر قائم رہو پھر ہم دونون کے درمیان مین آپ اس طرح سے بیٹھے کہ آپ کی چادر قدم ہماری شکم پر تھی پھر آپ نے فرمایا مین تمھین ایک ایسی بہتر چیز بتلاتا ہون جو تمھاری مانگی ہوئی (لونڈی) سے بہتر ہی اور وہ یہ ہی کہ جب تم سو یا کرو تینتیس بار سُبحان اللہ اور تینتیس بار الحمد للہ اور چونتیس بار اللہ اکبر پڑھ لیا کرو پس یہ بہتر ہی تم لوگون کے لیے لونڈی سی روضۃ الاحباب مین لکھا ہی کہ جناب امیرؑ فرماتے ہین کہ مین اس روز کو شب

صفین مین بھول گیا پھر دوسری شب کو پڑھ لیا۔ نسیم الریاض شرح شفای قاضی عیاض مین لکھا ہی کہ بیہقی نے عمران بن حصین سے روایت کی ہی کہ عمران نے کہا کہ مین آنحضرتؐ کے حضور مین حاضر تھا کہ حضرت سیدۃ النسا تشریف لائین اور آپ کے سامنے کھڑی ہوئین آپ نے اونکی طرف دیکھا کہ بھوک سے چہرہ زرد ہی آپ نے اونکے سینے پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ اے پیٹ بھرنیوالے بھوکون کے اور اونچے کرنے والے پنچون کے فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلندی دی یعنی تکلیف اونکی دور کر عمرانؓ کہتے ہین کہ مین نے دیکھا کہ چہرہ حضرت سیدہ کا روشن ہوگیا اور زردی اونکے چہرہ کی جاتی رہی اور پھر ایکبار اونکی خدمت مین حاضر ہوا اونھون نے مجھسے فرمایا کہ اوس دن سے بھوک نے پھر مجھے تکلیف نہین دی۔ جامع اوراق کہتا ہی کہ علما نے لکھا ہی کہ یہ قصہ ماقبل نزول آیت حجاب کا ہے۔ ملا جمال محدث رحمۃ اللہ علیہ شیخ نجم الدین عمر نسفی کی تفسیر سے نقل کرتے ہین کہ ایک دن آنحضرتؐ حضرت سیدہ کے گھر رونق افزا ہوئے دیکھا کہ حضرت سیدہ غمگین اور ملول بیٹھی ہوئی رو رہی ہین آنحضرتؐ نے استفسار فرمایا کہ اے فاطمہ کس لیے غمگین و ملول ہو حضرت سیدہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ برسبیل حکایت کے کہتی ہون نہ بطور شکایت کہ تین دن گذر گئے کہ ہمارے گھر مین کچھ کھانے کو نہین ہی حسنؑ وحسینؑ کو صبر نہین غایت بھوک سے روتے ہین ہمکو ان لوگونکے رونے پر رونا آتا ہی اور علیؓ بھی روتے ہین اور آپ سے پوشیدہ رکھتی تھی لیکن آج حسینؑ وحسنؑ سے ایک بات مین نے سنی ہی جس سے طاقت صبر کی

نہین وہ کہتے ہین کہ بھائی کہین کوئی ایسا بھوکا لڑکا نہوگا جیسے کہ ہم لوگ بھوکے
اور پیاسے ہین یہ بات سنکر مجھپر جہان تاریک ہوگیا ہی اے باپ میرے اگر کوئی
بندہ ساتھ خدا کے تعالیٰ کے دعا یا مناجات مین گستاخی کرے تو عیب تو نہین ہی
حضرت نے فرمایا ای فرزند اللہ تعالیٰ بندون کی گستاخی کو دوست رکھتا ہے
پس حضرت سیدہ گھر کے ایک کونے مین گئین اور نماز پڑھی اور دعا کی اور
ہاتھون کو اوٹھایا اور روکر کہنے لگین ای میرے خدا تو جانتا ہی کہ عورتون کو
طاقت پیغمبرون کی سی نہین ہی اگر تجھے میرے باپ کے ساتھ کچھ راز و بھید ہی
تو ہمکو طاقت اوس بھید کی نہین ہی یا ہمکو طاقت دے یا اس بلا سے راحت
بخش یہ کہکر بیہوش ہوگئین کہ اتنے مین جبرئیل نازل ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہ
اوٹھیے آنحضرتؐ نے فرمایا کیا ہی کہا حضرت سیدہ نے تمام فرشتون کو ایک
خروش مین ڈال رکھا ہی انکو اوٹھائیے آنحضرتؐ تشریف لائے اور حضرت
سیدہ کو دیکھا کہ بیہوش ہین آپنے اونکے سر کو زمین سے اوٹھایا اور گودی مین
رکھا حضرت سیدہ ہوش مین آئین اور شرم سے سر جھکا لیا حضرت نے
فرمایا ای فاطمہ نحن قسمنا کی آیت پڑھو اور خدا کو قسّام یعنی بڑا قسمت
کرنے والا جانو تو مشقتین تیری آسان ہوجائینگی اور آنحضرت نے اپنا
دست مبارک حضرت سیدہ کے سینے پر رکھا اور دعا کی کہ خدایا اسکو بھوک
کے خوف سے بیرنج کردے حضرت سیدہ فرماتی ہین کہ اوسدن سے بھوک کی
اذیت مین نے نپائی۔ شفای قاضی عیاض مین ہی کہ امام جعفر صادقؑ
اپنے پدر بزرگوار امام محمد باقرؑ سے اور وہ اپنے پدر بزرگوار امام زین العابدینؓ سے

اور وہ اپنے دادا حضرت علی مرتضی سے روایت کرتے ہین کہ حضرت
سیدہ نے ایک دن ایک ہانڈی کھانے کے لیے پکائی اور حضرت علی
علیہ السلام کو آنحضرت کے بلانے کے لیے بھیجا تاکہ آپ ہم دونون کے ساتھ
کھانا تناول فرمائین آپ نے حکم فرمایا کہ ایک ایک پیالہ اس ہانڈی سے
نکالکر آپ کی تمام ازواج مطہرات کو پونہچائین اور ایک پیالہ اپنے لیے
اور ایک جناب امیرؑ کے لیے اور ایک پیالہ حضرت سیدہ کے لیے نکلوایا پھر
ہانڈی کو جو اُٹھایا تو وہ (بھری) البریز تھی حضرت سیدہ فرماتی ہین پھر ہم سب
لوگون نے کھایا اس ہانڈی سے جتنا خدا نے چاہا۔ **مدارج النبوۃ**
اور **روضۃ الاحباب** مین لکھا ہی کہ ایک دن آنحضرتؐ حضرت سیدہ کے
گھر تشریف لے گئے تو دیکھا کہ آپ موٹا کپڑا اونٹون کے بالون کا پہنے ہوئے
بیٹھی ہین آنحضرتؐ کی آنکھون مین آنسو بھر آئے اور یہ فرمایا کہ اے فاطمہ
آج کے دن تنگی و مشقت پر صبر کرو تاکہ کل کے دن نعیم بہشت تمھین ملین
شواھد النبوۃ مین مرقوم ہی کہ مہاجرین و انصار کی بیبیون نے
ایک دن مجمع کیا اور آنحضرتؐ کے پاس آ کر اجازت چاہی کہ حضرت سیدہ
بھی اس مجمع مین تشریف لیچلین چونکہ حضرت سیدہ کی پوشاک بظاہر
اس مجلس کے قابل نہ تھی آپ وہان جانے مین تامل کرتی تھین مگر
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہان جاؤ اسلیے کہ ہمارا کام کسیکو نا اُمید
کرنے کا نہین ہی الغرض حضرت سیدہ بہزار ملال وہان تشریف لیگئین
اور وہان سے اپنے حجرے مین تشریف لا کر ملال ظاہر کیا آنحضرتؐ نے

فرمایا کہ اوس مجمع کی کسی عورت کو بلا کر احوال پوچھو جب ایک عورت
حاضر ہوئی تو اُسنے بیان کیا کہ یا رسول اللہؐ جب جناب سیدہ اُس مجمع مین
تشریف لی گئین تو تمام عورتین جو عمدہ عمدہ پوشاکین پہنی ہوئی بیٹھی ہوئی تھین
حیران ہوگئین کہ بار خدایا حضرت سیدہ نے ایسی پاکیزہ و عمدہ و نفیس
چیزین کہا نسے پائین اور گوش بگوش کہنے لگین کہ یہ لباس فاخرہ کہانسے
لائین حضرت سیدہ نے جب یہ احوال سُنا تو فرمانے لگین کہ یا رسول اللہؐ
آپ نے پہلے ہی مجھسے کیون نہ فرمایا کہ مین بھی خوش ہوتی آنحضرتؐ نے
فرمایا کہ زیبایش و خوبصورتی اُسی مین تھی کہ جو تم پہنے ہوئے تھین مگر تمسے
وہ چھپی ہوئی تھی کہ تم دیکھ نہین سکتی تھین صواعق محرقہ مین ہے
کہ روایت کی احمد وغیرہ نے جسکا حاصل یہ ہی کہ آنحضرتؐ کا معمول تھا کہ جب
سفر سے تشریف لاتے تو حضرت سیدہ کے پاس تشریف لاتے اور بہت
دیر تک ٹھہرتے تو ایک مرتبہ حضرت سیدہ نے دو کنگن چاندی کی اور ایک
قلادہ یعنے گلے کا زیور اور دو بالی اور ایک پردہ دروازی کا طیار فرمایا
پھر جب آنحضرت سفر سے تشریف لائے تو آپ کے چہری سے غصہ معلوم ہوا
یہانتک کہ آپ منبر پر بیٹھے حضرت سیدہ سمجھین کہ آپکی ناخوشی کا باعث
یہی ہی جو مین نے طیار کیا ہی یہ سمجھکر آپ نے اون سب کو آنحضرت کے
پاس بھیجدیا کہ اللہ کی راہ مین خرچ کر ڈالیے آنحضرتؐ نے تین مرتبہ فرمایا
فَعَلَتْ فِدَاهَا اَبُوْهَا یعنی کیا اِبن نے فدا او سپر باپ کو اسکے نہین ہے
دنیا محمد صلعم سے اور نہ آل محمد صلعم سے اور اگر ہوتی دنیا بہتر اللہ کے نزدیک

برابر ایک مچھر کے پر کے تو دنیا سے کوئی کافر ایک گھونٹ پانی نہین پاسکتا اور احمد نے اس حدیث مین کچھ زیادہ کیا ہی اور وہ یہ ہی کہ آنحضرت صلعم نے ثوبان کو حکم کیا کہ اسے بعض اصحاب کے حوالہ کرو تا کہ اُسکے لیے دو کنگن فیل دندان کے اور ایک گلے کا زیور خرید کرین۔

فضائل و مناقب حضرت سیّدہ علیہا السلام

فضائل و مناقب حضرت سیدہ کے بہت ہین بعضے اون مین سی وہ ہین جن مین پنجتن پاک شریک ہین مثلاً آیت مباہلہ و آیت تطہیر و احادیث نبوی جنکا سفینۃ النجاۃ[1] مین ذکر ہو چکا ہی اور بعض فضائل و احادیث خاص آپ کی شان پاک مین وارد ہین اسکا ذکر ھم کرتے ہین۔

مشکوٰۃ شریف مین ہی وَعَنْ جُمَیْعِ بْنِ عُمَیْرٍ رض قَالَ دَخَلْتُ مَعَ عَمَّتِیْ عَلٰی عَائِشَۃَ رض فَسَأَلْتُ اَیُّ النَّاسِ کَانَ اَحَبَّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فَاطِمَۃُ فَقِیْلَ مِنَ الرِّجَالِ قَالَتْ زَوْجُھَا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ یعنی جمیع بن عمیر رض کہتے ہین کہ مین اپنی پھوپھی کے ساتھ ام المومنین عائشہ صدیقہ رض کے پاس گیا اور پوچھا کہ کس شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم زیادہ دوست رکھتے تھے کہا فاطمہ رض کو لوگون نے پوچھا مردون سے کہا اونکے شوہر کو یعنی جناب امیر کو روایت کی اس حدیث کی ترمذی نے۔ جامع ترمذی مین حضرت اسامہ سے مروی ہی کہ حضرت عباس اور جناب امیر آنحضرت صلعم کے پاس آئے

[1] جناب مولانا محمد سلیمان صاحب کی تصنیف ہے ۱۲

اور کہنے لگے یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ جِئْنَاکَ نَسْأَلُکَ اَیُّ اَھْلِکَ اَحَبُّ اِلَیْکَ قَالَ فَاطِمَۃُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ اِلٰی اٰخِرِ الْحَدِیْثِ یعنی یا رسول اللہ ہم دونون اس سوال کے لیے آئے ہین کہ آپ کے گھر کے لوگون مین زیادہ آپکا کون محبوب ہی حضرت نے فرمایا فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخر حدیث تک صحیحین مین مروی ہی کہ آنحضرت نے فرمایا فاطمہ میری ایک جز ہی جو رنج دیگا اسے رنج دیگا مجھے۔ اور ایک روایت مین ہی قلق و رنج دیگا مجھے جو رنج و ایذا دیگا اُسے یعنی فاطمہؓ کو جامع ترمذی مسور بن مخرمہ سے روایت ہی کہ وہ کہتے ہین کہ مین نے آنحضرتؐ سے سُنا کہ آپ بر سر منبر فرماتے تھے کہ بہ تحقیق بنی ہشام بن المغیرہ نے مجھسے اجازت طلب کی ہی اس امر مین کہ وہ لوگ اپنی بیٹیونکا نکاح علی بن ابی طالب سے کردین پس مین نہین اجازت دیتا ہون (اسے تین مرتبہ آپ نے فرمایا) مگر ارادہ کرے ابن ابی طالب (جناب علی مرتضیٰ) طلاق دینے کا میری بیٹی کو اور نکاح کرے اُنکی بیٹیون سے کیونکہ بہ تحقیق فاطمہ میری ایک جز ہی ایذا دی مجھے جسنے ایذا دی اُسے۔ اور روایت کی احمد اور حاکم نے مسورؓ سے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ فاطمہؓ میری ایک جز ہی ناخوش رکھیگا مجھے جو ناخوش رکھیگا اُسے اور خوش رکھیگا مجھے جو خوش رکھیگا اُسے اور بہ تحقیق ہر نسب قیامت کے دن جدا ہوگا سوائے میری نسب کے اور میرے سبب کے اور میری دامادی کی صواعق محرقہ مین ہی کہ روایت کی تمام اور طبرانی اور بزار نے

اور ابو نعیم نے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ فاطمہ پاکدامن ہوئین پس حرام کیا
اللہ نے آگ کو اونکی ذریت پر اس حدیث کی تفسیر مین امام علی رضا
علیہ السلام سے منقول ہی کہ آپ نے اپنے بھائی زید بن موسیٰ کاظم
علیہ السلام سے فرمایا کہ یہ خاص امام حسن و امام حسین علیہما السلام کے
لیے ہے جو انکے پیٹ سے پیدا ہوئے ہین لیکن ہم اور تم پس کبھی نہ پونہچین گے
اس مقام تک مگر ساتھ فرمانبرداری اللہ تعالیٰ کے اور یہ آپ نے خلیفہ
مامون کے روبرو فرمایا تھا اور ایسا ہی منقول ہی آپ کے صاحبزادے
حضرت جواد علیہ السلام سے۔ **جامع ترمذی** مین ہے کہ ابن بریدہ
اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ وہ کہتے تھے کہ تھین محبوب زیادہ عورتون
مین آنحضرت کے نزدیک حضرت فاطمہؓ اور مردون مین حضرت علی مرتضیٰؓ۔
اور اسی کتاب مین عبداللہ بن زبیر سے روایت ہی کہ جناب علی مرتضیٰؓ
نے ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہا تھا پس پونہچی یہ خبر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ فاطمہؑ میری ایک جز ہی
ایذا دی مجھکو جسنے ایذا دی اسکو **صواعق** مین **حاکم** نے ابی سعید سے روایت کی
آنحضرت صلعم نے فرمایا ہی کہ فاطمہؑ تمام زنان اہل جنت کی سردار ہی سوای مریم بنت عمرانؑ کے

ف اور بعض روایتون میں ہی کہ حضرت مریم بھی ... [illegible] ... قالت لها يا بنية ... قالت تلك سيدة نساء عالمها ... [illegible] ... العالمين ... [illegible]

اور غسانی نے روایت کی کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میری بیٹی فاطمہؓ حور ہی آدمیون کی کہ نہ حائضہ ہوتی ہی اور نہ اسے نفاس ہوتا ہی فاطمہؓ اسکا اسلیے نام ہوا کہ اللہ تعالی نے اسے اور اسکی ذریت کو اور اسکے دوستون کو آگ سے محفوظ رکھا ہی اور طبرانی نے بسند ثقات روایت کی ہے آنحضرت نے فرمایا حضرت سیدہ سے کہ اللہ تعالی تمھین اور تمھاری کسی اولاد پر عذاب نہین کرنے والا ہی۔ صواعق محرقہ مین ہی کہ روایت کی حافظ ابو القاسم نے کہ آنحضرت صلعم فرماتے تھے کہ اے فاطمہ تم جانتی ہو فاطمہؓ تمھارا کیون نام ہوا جناب امیرؑ نے پوچھا یا رسول اللہؐ کیون نام ہوا فرمایا یہ نام اسلیے ہوا کہ اللہ تعالی نے انھین اور انکی ذریت کو باز رکھا ہی آگ جہنم سے طبرانی نے ابن عمر سے روایت کی ہی کہ فرمایا آنحضرتؐ نے جو بیٹا ہی باپ کا اُسکے لیے عصبہ اُسکا باپ ہوتا ہی مگر اولاد فاطمہؓ کہ ہم اونکے عصبہ ہین اور اُنکے باپ ہین اور بعضی روایتون مین ہے کہ ہم اونکے مالک اور عصبہ اور باپ ہین۔ صواعق محرقہ مین ہے

وَاَخْرَجَ اَبُوْسَعِیْدٍ فِیْ شَرَفِ النُّبُوَّۃِ وَابْنُ الْمُثَنّٰی اِنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَا فَاطِمَۃُ اِنَّ اللّٰہَ یَغْضِبُ بِغَضَبِکِ وَیَرْضٰی لِرِضَاکِ

یعنی آنحضرتؐ نے حضرت سیدہ سے فرمایا کہ اے فاطمہؓ تمھارے غضب سے غضب مین آتا ہی اللہ اور تمھاری خوشی سے خوش ہوتا ہے اللہ اور فصول المہمہ صواعق محرقہ و کنز العمال مین ہی کہ جب قیامت قائم ہوگی پکارنے والا عرش کے نیچے سے پکاریگا اے اہلِ محشر

سر نیچے اور آنکھین بند کر لو کہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پل صراط
سے گذر جائین پس جناب سیدہ ستر ہزار کنیزان حور عین کے ساتھ
بجلی کے مانند جھٹ پٹ پل صراط سے گذر جائینگی (۲) وضتہ الاحباب
مین لکھا ہی کہ ایک دن آنحضرت نے مجمع صحابہ مین فرمایا کہ تم لوگ بتلاؤ
کہ عورتون کے لیے کیا بہتر ہی تمام صحابہ سکوت کر گئے اور حیران تھے
کہ اسکا جواب کیا دیجیے جناب امیر بھی اس مجمع مین تشریف رکھتے تھے
وہاں سے اوٹھکر گھر تشریف لائے اور تمام سرگذشت مجمع کی بیان کی حضرت
سیدہ نے فرمایا کہ تمنے کیون نہین جواب دیا کہ عورتون کو یہ بہتر ہی کہ مردون کو
نہ دیکھین اور نہ مرد اونھین دیکھین جناب امیر فوراً اس مجمع صحابہ مین تشریف
لائے اور آنحضرت سے یہ جواب کہا آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تمنے کہان سے
یہ جواب سیکھا اونھون نے فرمایا کہ حضرت فاطمہ رضؑ سے پس آنحضرتؐ نے فرمایا
بہ تحقیق فاطمہ ہماری ایک جز ہی۔ اسی کتاب مین یہ بھی لکھا ہی کہ ایک دن
آنحضرت حضرت امیر المؤمنین اور حضرت سیدۃ النسا سے محبت کی باتین
کرتے تھے اور شفقت و مہربانی فرمارہے تھے حضرت علیؑ نے پوچھا یا رسول اللہ
آپ فاطمہؑ کو زیادہ چاہتے ہین یا مجھے آنحضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ وہ مجھے
زیادہ دوست ہی تمسے اور تم مجھے زیادہ عزیز ہو اس سے اور اسی کتاب مین
لکھا ہی کہ آنحضرت جب حضرت سیدہ و جناب امیرؑ کے گھر تشریف لیجاتے
تو دروازے پر کھڑے ہوتے اور فرماتے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ
اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا ۱ھ

صحیح بخاری شریف مین روایت ہی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدہ سے فرمایا کہ قسم ہی اُس شخص کی جسکے ہاتھ مین میری جان ہی کہ آنحضرت صلعم کی قرابت مجھے اپنی قرابت سے محبوب زیادہ ہی اور ایک روایت مین ہے وَاللّٰہِ لَاَنْ اَصِلَکُمْ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَصِلَ قَرَابَتِیْ لِقَرَابَتِکُمْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلِتَعْظِیْمِ الَّذِیْ جَعَلَہُ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ (دار قطنی نے روایت کی ہی کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حضرت سیدہ سے فرماتے تھے کہ خلق مین مجھے کوئی محبوب زیادہ آپ کے والد سے نہین ہی اور اُسکے بعد آپ سے بڑھکر محبوب زیادہ مجھے کوئی نہین ہی۔ اور حاکم نے مستدرک مین اسلم سے باین لفظ روایت کی ہی اِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ دَخَلَ عَلٰی فَاطِمَۃَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا فَاطِمَۃُ وَاللّٰہِ مَا رَاَیْتُ اَحَدًا اَحَبَّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْکِ وَاللّٰہِ مَا کَانَ مِنَ النَّاسِ بَعْدَ اَبِیْکِ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْکِ۔ کنز العمال۔ مدارج النبوۃ و روضۃ الاحباب مین لکھا ہی کہ امام حسن علیہ السلام نے فرمایا کہ مین نے اپنی ماں حضرت فاطمہ کو دیکھا کہ اپنے گھر کے محراب مسجد مین طلوع صبح تک نماز پڑھتین اور مومنین اور مومنات کے لیے دعا کرتین اور اپنے لیے کچھ بھی نہین چاہتین مین نے کہا اے مادر مہربان کیا وجہ ہی کہ آپ نے ہر مسلمان کے لیے دعا کی اور اپنے لیے دعا نہ کی فرمایا اے میرے بیٹے اَلْجَارُ ثُمَّ الدَّارُ یعنی پہلے پڑوسیون کو امن چاہیے پھر اپنے گھر کو۔ مسند امام احمد حنبل وغیرہ مین مروی ہی کہ حضرت سیدہ جمعہ کے دن زیارت

شہداے احد کو تشریف لیجایا کرتی تھین بالخصوص حضرت سید الشہدا حمزہ کی قبر مبارک کی زیارت کرتین اور ان کے مزار کو درست کردیتین کہ نشان نہ مٹجائے اور شہداے احد کے حق مین دعا کرتین اور گریہ وزاری فرماتی تھین اور تفصیل اسکی کتب سیر معارج وغیرہ مین ہی

بیان وفات حضرت سیدۃ النسا علیہا السلام

مسند احمد بن حنبل سے کتب ومناقب سیر مین منقول ہی اور صحیحین مین حضرت صدیقہ سے مروی ہی کہ ہم لوگ آنحضرت کی بیبیان آپ کے پاس بیٹھی ہوئی تھین کہ حضرت سیدہ تشریف لائین اور اونکی چال بالکل رسول خدا کی چال سے مشابہ تھی پس جب آنحضرت صلعم نے انھین دیکھا مرحبا کہا اور اپنے پاس بٹھا کر کچھ گوش بگوش کہا جس سے وہ بہت روئین آنحضرت نے انکا حزن ورنج دیکھکر پھر کچھ اون کے کان مین کہا جس سے وہ ہنسنے لگین جب آنحضرت اس مقام سے تشریف لے گئے تو مین نے ان سرگوشیونکا حال پوچھا اُنھون نے کہا کہ مین آنحضرت کا راز فاش نہ کرونگی پھر جب آنحضرت صلعم نے وفات پائی مین نے حضرت سیدہ سے کہا کہ مین قسم دیتی ہون تم کو اپنے حق (مادری) کی تبلاؤ کہ کیا خبر دی تھی تمھین آنحضرت نے انھون نے کہا ہان اب مین تبلادیتی ہون کہ پہلے مرتبہ آپ نے کان مین یہ بات کہی تھی کہ ہر سال مجھسے جبرئیل ایک مرتبہ قرآن کا دور کیا کرتے تھے اور اس سال دو مرتبہ دور کیا ہی اس سے مین گمان کرتا ہون کہ میری موت قریب ہی سو تم خدا سے ڈرتی رہو

اور صبر کرو کہ مین اچھا بزرگ تمھارا تمسے جاتا ہون اسپر مین رو ئی آپ نے
میری حزن وبیقراری دیکھکر میری کان مین یہ بات کہی کہ اے فاطمہ کیا تو راضی
نہین ہی کہ بہشت کی سب عورتین یا مسلمانون کی سردار ہو اور ایک روایت
مین ہی کہ آپ نے اول مرتبہ یہ کہا کہ مین اسی ورد مین وفات پا ؤنگا اور بارہ ثانی
آپ نے کہا کہ اہل بیت مین سب سے پہلے تم مجھسے ملوگی تب مین خوش ہو کر ہنسنے لگی
احادیث مین وارد ہی کہ حضرت سیدہ بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم ہمیشہ غمگین رہا کرتین اور تا زیست کبھی نہ ہنسین قبر آنحضرت کے
پاس جاکر بہت رویا کرتین اور کہتین کہ افسوس اب وحی کسپر آئیگی اور جبرئیل
مجھسے جدا ہو گئے اے اللہ میرے ملادے روح میری اونکی روح سے اور
میری آنکھین ٹھنڈی کر اونکے روے شریف کے دیدار سے اور بروز قیامت
اونکی شفاعت سے مجھے محروم نہ کیجیو اور ایک روایت مین ہی کہ تھوڑی سی
مٹی قبر شریف کی اوٹھا کر سونگھتین اور یہ اشعار پڑھتین ؎

مَاذَا عَلَى مَنْ شَمَّ تُرْبَةَ اَحْمَدَ	اَنْ لَا يَشُمَّ مَدَى الزَّمَانِ غَوَالِيَا
صُبَّتْ عَلَيَّ مَصَائِبٌ لَوْ اَنَّهَا	صُبَّتْ عَلَى الْاَيَّامِ صِرْنَ لَيَالِيَا

مدارج النبوۃ مین لکھا ہی کہ حضرت سیدہ اپنے پدر بزرگوار کے غم مین
اس طرح افسردہ خاطر ہوئین کہ آپ کو آدمیون کی صحبت سے وحشت ہوتی
اور مجبور ہو کر آپ نے جنۃ البقیع مین رہنا اختیار کیا اور وہان بیت الحزن نامی
ایک مسجد ہی جسمین آپ بیٹھکر رویا کرتین اور اسی غم و رنج مین بیمار ہوئین
فصل الخطاب مین لکھا ہی کہ جب آپ بیمار ہوئین اور حضرت صدیق اکبرؓ کو

خبر ہوئی وہ فوراً آئی اور دروازے پر کھڑے ہوکر اپنے آنے کی اجازت چاہی
جناب امیرؑ نے حضرت سیدہ سے کہا کہ یہ ابوبکر ہین اور آنے کی اجازت طلب
کرتے ہین حضرت سیدہ نے فرمایا اگر تم اونکا آنا اچھا جانتے ہو تو بلا لو جناب امیرؑ
نے صدیق اکبر کو بُلا لیا اور وہ آکر معذرتین کرنے لگے جس سے حضرت سیّدہ
راضی ہوئین جامع اوراق کہتا ہی کہ ماثبت من السنہ ومدارج النبوۃ
وریاض النضرہ مین اس قسم کی چند حدیثین منقول ہین اور اوزاعی نے
لکھا ہی کہ خلیفۂ وقت حضرت صدیق اکبر دھوپ مین کھڑے رہے اور جب حضرت سیدہ
راضی ہولین تو وہ تشریف لائے۔ روضۃ الاحباب وغیرہ مین لکھا ہی کہ حضرت
سیدہ نے جسدن وفات پائی جناب امیر المؤمنین کسی ضرورت سے کہین باہر تشریف
لے گئے تھے حضرت سیدہ نے سلمٰی لونڈی آزاد کردۂ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
سے کہا کہ پانی میرے لیے لا مین غسل کرونگی سلمٰی نے پانی حاضر کیا آپ نے بہت
اچھی طرح سے غسل فرمایا اور کپڑے پاک پہنے اور فرمایا کہ میرا بچھونا اندر کر دے
پھر آپ اندر بچھونے پر قبلہ کی جانب منہ کرکے اور اپنا ہاتھ تکیہ کرکے لیٹین اور فرمانے لگین
اے سلمٰی اب مین اس عالم سے جاتی ہون اور مین نے غسل کر لیا ہی چاہیے کہ مجھے
کوئی برہنہ نہ کرے اور اسی طرح سے دفن کرے یہ فرمایا اور روح پاک اونکی
جنت کو پرواز کر گئی جناب امیر المؤمنینؑ جب باہر سے تشریف لائے تو
اہلِ بیت کو روتے ہوئے دیکھکر احوال پوچھا تمام ماجرا مع وصیت عرض کی
جناب امیرؑ بہت رونے لگے اور فرماتے تھے اے بنت محمد رسول اللہ صلعم آنحضرتؐ
کے بعد دل غمگین کو مین تمسے تسلی دیتا تھا اب تمھارے بعد کیونکر تسلی دونگا

اور مرثیہ مین یہ اشعار ارشاد فرمائی شعر

اَرٰی عِلَلَ الدُّنْیَا عَلَیَّ کَثِیْرَۃً	وَصَاحِبُھَا حَتَّی الْمَمَاتِ عَلِیْلٗ
لِکُلِّ اجْتِمَاعٍ مِنْ خَلِیْلَیْنِ فُرْقَۃٌ	وَکُلُّ الَّذِیْ غَیْرُ الْفِرَاقِ قَلِیْلٗ
وَاِنَّ افْتِقَادِیْ فَاطِمَۃَ بَعْدَ اَحْمَدَ	دَلِیْلٌ عَلٰی اَنْ لَّا یَدُوْمَ خَلِیْلٗ

مدارج النبوۃ وغیرہ مین لکھا ہی کہ اسماء بنت عمیس نے جبشہ مین ایک قسم کا تابوت دیکھا جسمین نہایت درجہ ستر ہوتا ہی حضرت سیدہ نے اُسے (یہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بی بی ہین ۱۲) بہت پسند فرمایا جناب امیر نے حسب وصیت اُسی گہوارہ تابوت مین رکھکر بوقت شب جنۃ البقیع مین دفن فرمایا اور حضرت عباسؓ نے نماز پڑھائی اور حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے قبر مین رکھا اور دفن فرمایا اور یہ آپ کی وفات تین رمضان روز سہ شنبہ درمیان مغرب و عشا کے ہوئی اور آنحضرتؐ کی رحلت کو چھ مہینے گذرے تھے اور عمر حضرت سیدہ کی اٹھائیس برس کی تھی لکھا ہی کہ دوسرے دن صدیق اکبر و عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دوسرے صحابہ کو یہ خبر ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بنظر تعزیت آئے اور بہت شکایت کرنے لگے کہ آنحضرتؐ کی صاحبزادی نے انتقال فرمایا اور آپ نے مجھے خبر نہ کی جناب امیر نے فرمایا کہ مین اونکی وصیت سے مجبور تھا اُنھون نے وصیت کی تھی کہ بوقت شب مجھے دفن کرنا تا میرے جنازہ پر غیر محرم کی نظر نہ پڑے - اور ایک روایت مین یہ بھی ہی کہ اسماء بنت عمیس نے حضرت سیدہؓ کو غسل دیا اور امام حسن و امام حسین علی جدہما وعلیہما الصلوۃ والسلام

روتے تھے اور پانی دیتے تھے اور صدیق اکبر اور ذی النورین و زبیر و عبدالرحمن
رضی اللہ تعالی عنہم اُسوقت آئے اور بحکم جناب امیر المومنین حضرت صدیق اکبر نے
نماز پڑھائی اور چار تکبیرین کہین یہ روایت فصل الخطاب کی ہے۔
حضرت سیدہ کی وفات بقول جمہور مورخین اہلِ سنت تیسری رمضان مبارک ہی
چھ ماہ بعد آپنے پدر بزرگوار کے آپنے انتقال فرمایا اور حساب سے عمر شریف
آپ کی ۲۶- یا ۲۷ برس کی ہوئی اور علامۂ ذہبی کی تحقیق مین کل ۲۴ برس
آپکی عمر شریف کے ہوے اور چونکہ بعد انتقال حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے آپکی زندگی کا زمانہ بہت ہی کم ہی اور وہ بھی حزن وملال وغم والم
پدر بزرگوار مین بسر ہوا اسلیے روایت حدیث آپ سے بہت ہی کم ہی جسکی
تعداد اٹھارہ حدیث تک پونچی ہی حضرت عائشہ رضؓ وام سلمہ رضؓ وسلمٰی ام ولد
ابی رافع وآسمار بنت عمیس رضؓ وحضرت علی رضؓ وحضرت حسنؑ وحضرت حسین رضؓ
علیہم السلام وغیرہم نے انسے روایت کی ہی

فائدہ بالفعل بعد اتمام اس رسالہ کے مجھے کتاب انوار المطالب کے دیکھنے
کی نوبت آئی اسکے لائق مصنف جناب خان بہادر مولوی شیخ احمد حسین صاحب
دام مجدہٗ رئیس و تعلقدار پریاوان ضلع پرتابگڈھ ہین انھون نے مناقب
آل اطہار کے جمع وتالیف مین نہایت ہی جانفشانی فرمائی ہے اللہ تعالی
انکو جزائے خیر دے۔ مگر اتنا کہنا مین ادب وتہذیب کے خلاف نسمجھا کہ لائق
فاضل نے تنقید روایات کی طرف بہت کم خیال کیا ہی جس سے اختلافات
مذہبی وبے ضرورت رد وکد کا سلسلہ شروع ہوسکتا ہی اور ضرور ہی کہ ایک

فریق سگے یا سدا ریون کہین کہ اس کتاب مین خاصکروہی روایتین لائی گئین
جس سے اہل بیت وصحابہ مین بغض وعناد ثابت ہو حالانکہ یہ بات غلط ہے
لائق فاضل نے ہرگز ایسا ارادہ نہین کیا۔ مثلاً اس کتاب کی ایک روایت
سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ ام المؤمنین عائشہ رضہ حضرت سیدہ سے رنج وعناد رکھتی تھین
بھلا اسکو محقق فاضل اور نیک مسلمان کیونکر تسلیم کرسکتا ہی۔ حضرت عائشہ حضرت
سیدہ کی منقبتین اور فضائل روایت کرتی تھین اور صحیح بخاری وغیرہ عامہ
کتب حدیث اہلسنت مین وہ روایتین موجود ہین۔ پس اپنے دشمن کی مدح وثنا کرنا
کوئی عاقل تسلیم کرسکتا ہی حاشا وکلا۔ علی ہذا القیاس حضرت ابوبکر وعمر رضہ کا جنازہٗ
حضرت سیدہ پر حاضر نہ ہونا عداوت وبغض ونفاق پر محمول کیا گیا ہی معاذ اللہ من ذلک
اس مقام مین ذرا انصاف شرط ہی کہ جب وصیت حضرت سیدہ کی بروایت موجود ہی
اور اسکی وجہ بھی ستر پوشی اور غیر محرم کا نظر نہ پڑنا جنازہ پر مندرج ہی پھر حضرت
ابوبکر وعمر پر کیونکر غیر حاضری وعدم شرکت کا الزام ہوسکتا ہی اور حضرت
علیؑ پر عدم اطلاع کا کیونکر بیجا حملہ ہوسکتا ہی۔ اور اگر بقاعدہٗ مذہب اثنا عشریہ
یون کہیے کہ حضرت علی نے ابوبکر وعمر کو نعوذ باللہ منافق ومرتد سمجھکر جنازہ پر
آنے سے باز رکھا تو یہ امر اور بھی تعجب خیز ہی اسلیے کہ حضرت علی نے تمام عمر نماز
پنجگانہ تو انھین حضرات (جنکو منافق ومرتد کہا جاتا ہی) کے پیچھے اور ساتھ پڑھا
کیے پھر نماز جنازہ مین کیا خصوصیت انکی ہوئی تھی جس سے انکو باز رکھا۔
اور لو فرضنا اگر ابوبکر وعمر بوجہ تباغض وغیرہ کے حاضر جنازہ نہوئے تو حضرت علی نے
اور صحابہ باختصاص کو بلایا ہوتا حالانکہ کوئی روایت ایسی نہین پیش کی جاتی ہے

جس مین حضرت مقداد وسلمان وابو ذر وعمار بن یاسر وابوایوب انصاری وجابر
بن عبداللہ وابو بردہ اسلمی وزید بن الارقم وغیرہ (جو صحابۂ خاص
شیعیان حضرت امیرالمؤمنین کے تھے اور جنکی مدح وثنا کتب اسماء الرجال
مذہب شیعہ ومجالس المؤمنین مین بہ بسط تمام مندرج ہی) شریک جنازہ ہوئی ہون
پھر خاصکر ان دو بزرگون پر کیا الزام ہوسکتا ہی۔ اور یہ بات بھی غور کرنیکی ہی
کہ حضرت اسما بنت عمیس حضرت ابوبکر کی بی بی تھین اور حضرت سیدہ کی
تیمارداری مین برابر موجود تھین اگر ابوبکر کو حضرت سیدہ سے عداوت تھی تو
وہ اپنی بی بی کی اس خدمتگذاری کو کیونکر پسند کرتا اور کیونکر اس سی انکو باز نہ رکھتے۔
اب رہی یہ بات کہ باغ فدک کے قصہ کی رنجش تو اسکو مین ضرور تسلیم کرتا ہون
کہ بمقتضاے بشریت حضرت سیدہ کو فی الجملہ اس قصہ مین ملال ہوا تھا۔ مگر وہ
ملال اس حد کا نہ تھا کہ فریقین سے حقوق اسلامیہ مین خلل انداز ہو ایسی
رنج آمیز باتین کبھی کبھی اکثر مہذب ومقدس لوگون مین بمقتضای بشریت
ہوجایا کرتی ہین اگر کتب تاریخ وسیر واحادیث پر نظر غور کیجیئے گا تو خود حضرت
امیرالمؤمنین اور جناب سیدہ مین ایسی رنجشون کے قصے بہت پائیے گا صحاح
وسنن اہل سنت مین قُم یا ابا تُراب کی حدیث اور خطبۂ بنت ابی جہل
کی حدیث پڑھیے اور غور کیجیے۔ اور کتب مذہب شیعہ مین تو وہ در تو دہ
ایسی روایتین موجود ہین۔ علل الشرائع باب العلة التي من اجلها
صار علی بن ابی طالب قسیم اللہ بین الجنة والنار۔ مین حکایت
رنجش حضرت سیدہ از حضرت امیر علیہما السلام بوجہ جاریۂ حبشیہ موجود ہے۔

اور دور کیون جایئے علامۂ باقر مجلسی کے حق الیقین ملاحظہ فرمالیجیے دیکھیے حضرت سیدہؑ نے غضب اور غصہ مین اسی فدک کے لیے کیا کچھ حضرت امیر علیہ السلام کو نہ کہا معاذ اللہ چون خائنان درخانہ گریختۂ وچون جنین دررحم مادر نشستہ اسی قبیل کے جملات اسمین مندرج ہین ہمارے برادران شیعہ ضرور اسکا بھی جواب دینگے کہ یہ سب خبر آحاد ہین قابل اعتبار نہین اسی طرح ہم اہلِ سُنت کی طرف سے بھی معذرت پیش کرینگے اور کمزور روایات سے قطع نظر کرینگے - اور ہمارے معزز و محترم فاضل خان بہادر نے اگران روایتون کو استعمال کیا ہے تو اس سے انکے اصول عقائد پر کوئی الزام نہین آسکتا ہے فقط

تقریظ از عبد مذنب فتح محمد تائب

کہا تک کیجیے شوق دل کچھ کہتا ہی مگر ادب مانع - طبیعت جوش پر ہی مگر دم بخود شاعرانہ خیال اور یہ مقدس رسالہ سچ پوچھو تو پورا بیان ہی مشکل ہی مبالغہ کا کیا ذکر (حاجتِ مشاطہ نیست روی دلارام را) میری نہایت عزیز جان سے سوا محبوب یعنی حسن میان ابن واعظ سحر تقریر صوفی صفا تخمیر عالم ربانی - حکیم حکمت یمانی - مولوی محمد سلیمان قادری چشتی پھلواری نے اس خرد سالی مین کیسا بڑا کام کیا جسکی شکر گزاری ہر مسلمان پر لازم ہی ماشاء اللہ چشم بد دور اس کم سنی مین یہ تحقیق بہ نظر - بہ مصلحت اندیشی - کہ رسالہ بھی لکھا تو وہ جسکی تمام قوم کو سخت ضرورت تھی اور کیون نہو کنکا ذکر ہی

جنکی محبت عین ایمان جنکا تعلق نجات کا فرمان جنکے مودت منصوص قرآن
پھر کیسا سیدھا سادھا نہ بناوٹ نہ تکلف۔ نہ شاعری نہ زبان آوری بلکہ
سچی سچی روایتین۔ واقعی حکایتین۔ مگر بکمال توفیق و غایت تحقیق بمراعات
مصالح دقیق۔ الٰہی یہ الفاظ ہین کہ دل کے ٹکڑے۔ یہ معانی ہین کہ انوار جان
محبت والونکا وظیفہ۔ اہلِ دل کا شغل۔ ایمان کا صیقل۔ حسن اعتقاد
کا معیار۔ تتبع روایات کا میزان وسعت نظر کی غایت

جزاك الله عنا وعن جميع المؤمنين

خاتمة الطبع

الحمد للہ کہ رسالہ سراپا برکات جامع الحسنات المسمیٰ بہ
السّیدہ مصنفہ صاحب فہم سلیم و ذہن ذکی و طبع مستقیم
مولوی میاں حسن صاحب بارک اللہ فی عمرہ و علمہ
خلف الرشید جناب صوفی باصفا فاضل باخدا محمد سلیمان صاحب
قادری چشتی پھلواری عم فیضہ الجاری باعانت و عنانت جناب شیخ حبیب اللہ صاحب
تاجر فاخر فیض آباد بکمال صحت و صفا در ماہ شعبان المعظم ۱۳۱۹ نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام
باہتمام حاجی محمد تیغ بہادر مالک مطبع انوار محمدی لکھنؤ زیب طبع یافت

۲۹۷۰۴۵

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

۲۵ شہریور ۱۳۴۶
۱۱/۱/۵۰

۴۳۱۴